مرزا صاحب کی یہ کوشش لائقِ داد ہے اور تاریخ دوست اصحاب کو ان کی محنت سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیے، یہ مضمون شاید خود مخفی صاحب سے مل سکے،

رنگِ زمانہ، منشی برج بھوکن لال صاحب محب دریابادی، تلمیذ جناب نظر لکھنوی کا یہ اردو دیوان ہے، جس میں شروع میں نئی طرز و معنی کی غزلیں اور آخر میں قصائد، قطعات اور مثنویان ہیں، زیادہ تر اشعار، زمانہ کے موجودہ رنگ، مذاق، فیشن، قومیات اور سیاسیات کی تنقید اور طعن و طنز میں ہیں، اور جناب اکبر الہ آبادی مرحوم کے تتبع میں ہیں، کہیں کہیں اس تتبع میں اچھی خاصی کامیابی حاصل کی ہے، زبان میں صحت کا لحاظ بھی ہے، مثلاً.

پسند اب آگئی یورپ کی اطلس ہوئی نفرت زری اور گلبدن سے
نہ کام آیا مرے پر مغربی سوٹ بدن ڈھانکا گیا آخر کفن سے
مزا ان کا بنے گا پارک میں اب انھیں کیا کام ہے باغِ عدن سے

—— . ——

خدا کی شان طفلِ دل بھی اب اسکول جائیگا پڑھیگا کورس اور دینی کتابیں بھول جائیگا
بجائے دیر و مسجد ہوٹلوں کی سیر بھائے گی کھلیں گے گل خوشی سے پارکوں میں پھول جائیگا

—— . ——

مجھے ہے اس لیے اب شوق تیغ ابرو کا کہ اس کے واسطے قانونِ لائسنس نہیں

—— . ——

ہر اک کی شان میں کہتے ہیں یہ ایسے ہیں ویسے ہیں کوئی کاش ان سے بھی پوچھے کہ حضرت آپ کیسے ہیں

قیمت ۱۰ر مصنف سے دریاباد، ضلع بارہ بنکی کے پتہ سے طلب کیجیے،

"ن"

مجلد بست و یکم ۲۱ | ماہ ذی الحجہ ۱۳۴۷ھ مطابق ماہ جون ۱۹۲۸ء | عدد ششم

مضامین

شذرات

۱۹۲۸ء مین دار المصنفین کی پہلی مطبوعہ کتاب طبقات الامم اس ماہ جون کے آخر مین ارکان کی خدمت مین پہنچ جائیگی، یہ اندلس کے ایک نامور فلسفی مورخ قاضی صاعد اندلسی کی عربی کتاب کا اردو ترجمہ ہے، جس مین مصنف نے دنیا کی تمام پرانی قومون سے لیکر اپنے زمانہ تک کے علوم و فنون کی تاریخ اور ہر قوم کے حکماء اور ان کی تصنیفات کا جنکا عربی مین ترجمہ ہوا ذکر ہے، یہ گویا تمام دنیا کی قومون کے علوم و فنون و ادبیات کی مختصر تاریخ ہے، اس کے مترجم کاٹھیاوار کے مشہور فاضل قاضی احمد میان اختر جوناگڈھی ہین، مترجم نے حواشی مین علماء کے سوانح اور ان کی کتابون کے متعلق دوسرے ماخذون سے بہت سے نئے معلومات اضافہ کئے ہین اور دنیا کے کتبخانون مین ان کتابون کا اگر وجود ہے، تو ان کا پتہ دیا ہے، بحیثیت مجموعی یہ کتاب اردو مین اسلامی علوم و فنون کی تاریخ کی پہلی اصل کتاب ہے،

دوسری سہ ماہی کے لیے سیر الصحابہ کے حصۂ مہاجرین کی دوسری جلد **اکابر مہاجرین** کی کتابت ہو رہی ہے، کوشش کیجا رہی ہے کہ یہ کتاب جلد ناظرین کے ہاتھون تک پہنچ جائے،

امریکہ کے رسالہ مسلم ورلڈ مورخہ اپریل ۱۹۲۸ء مین ہندوستان مین اسلام اور مسلمانون کی حالت پر دو مضمون شائع ہوئے ہین، ایک مضمون خود ایڈیٹر یعنی پادری زویمر صاحب کا ہے، دوسرا مضمون مسٹر ... صاحب نامی کا ہے، جو یوپی ہی کے ایک شہر مین سکونت پذیر ہین، ان دونون مضمونون مین ہندوستان کی دوسری اسلامی درسگاہون اور انجمنون کے ساتھ **دار المصنفین**، اور **ندوۃ العلماء** کا بھی تذکرہ ہے،

دوسرے مضمون نگار نے غلطی سے دار المصنفین کے تعلق سے ندوۃ العلماء کا مرکز بھی اعظم گڈہ ہی سمجھ لیا ہے، بہرحال پہلے مضمون مین دار المصنفین کو ایک علمی انجمن کہکر ندوۃ العلماء کو ماڈرنسٹ کنزرویٹو "جدید الخیال قدامت پسند" کا خطاب دیا گیا، دوسرے مضمون نگار کا بیان ہے کہ اعظم گڈہ سنیون کی جدید اصلاحی تحریک کا مرکز ہے، معلوم نہین، یہ بیانات کہان تک صحیح ہین،

گذشتہ مئی کے معارف مین شذرات کے اندر مصر کی جس "نوجوان مسلمانون کی انجمن" یعنی جمعیۃ شبان المسلمین کا ضمناً تذکرہ ہوا تھا، اس اثنا مین اس کے مقاصد اور قواعد وضوابط بنکر شائع ہو گئے، اس انجمن کا مقصد مسلمان نوجوانون مین اسلامی اخلاق کی تربیت، اور مسلمانون کی باہم عالمگیر اخوت ہے، اس کا پہلا اجلاس بھی منعقد ہو چکا، نوجوان مسلمان طلبہ اور روشنخیال علماء، اور صحیح الخیال تعلیم یافتہ اصحاب اس مین بکثرت شریک ہوئے ہین، اگر مصر مین یہ انجمن کامیاب ہو گئی تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ پچیس تیس برس کی گردش کے بعد مصریون نے یہ سمجھ لیا کہ اسلامیت اور وطنیت دو متضاد جذبات نہین ہین،

اس مجلس کی روح روان غالباً مشہور پرجوش روشنخیال عالم شیخ عبد العزیز شاویش ہین، جنکے کارنامون سے ہمارے ناظرین امید ہے کہ واقف ہونگے، شیخ موصوف چند سال سے مصر کی تعلیمات مین مفتش (انسپکٹر) ہین، ان کی تحریکات نے طلبہ مین خاطر خواہ نتائج پیدا کئے ہین، اور مصری نوجوانون کو وطنیت کے ساتھ اسلامیت سے آگاہ کرنے کا کام نہایت خوبی سے وہ انجام دے رہے ہین، شیخ محی الدین خطیب (اڈیٹر الزہراء) بھی جو مصر کے ایک وسیع النظر اور جدید حالات سے واقف عالم ہین، اس تحریک مین ان کے دست راست ہین،

انجمن مذکور کی طرف سے ہمارے پاس ایک مکتوب مورخہ ۵ ذیحجہ ۱۳۴۶ھ آج ۲۹ ذیحجہ ۱۳۴۶ھ کو پہنچا ہے،

جس مین اس نے اپنے دار المطالعہ کے لیے معارف کی درخواست کی ہے، ہماری رائے ہے کہ مصر کی اس تحریک اور اس انجمن کو کامیاب بنانا ہر اسلامی ملک کا فرض ہونا چاہیئے، اس بنا پر اگر ہندوستان کے ممتاز اسلامی اخبارات و رسائل اس تحریک سے دلچسپی لین، اور اسکے ثبوت مین اپنے پرچے اس انجمن کے دار المطالعہ مین بھیجین تو قرین مصلحت ہوگا، مجلس مذکور کا پتہ یہ ہے جمعیۃ الشبان المسلمین نمبر ۴۸ - شارع دار النیابہ، قاہرہ،

—— ✻ ——

قسطنطنیہ کے ایک خط مورخہ ۲۵ رمئی ۱۹۲۸ء کے ذریعہ سے یہ معلوم ہوکر خوشی ہوئی کہ الفاروق کے بعد سیرۃ النبیؐ کے ترکی ترجمہ کا کام بھی ظفر حسن صاحب نے شروع کردیا ہے، چنانچہ پہلی جلد کا ترجمہ ختم ہو کر اس کی چھپائی بھی ختم ہو رہی ہے، خط مین انھون نے توقع دلائی ہے کہ عید اضحیٰ کے موقع پر وہ شائع ہو جائیگی، امید ہے کہ وہ اب تک ٹرکی مین شائع ہو چکی ہوگی، اس کے بعد اسکی دوسری جلد دن کا کام شروع ہوگا، کیا ٹرکی مین اس کتاب کی یہ قدر و قیمت اس کے "الحاد و زندقہ" کی دلیل نہین؟

—— ✻ ——

مہاراجہ صاحب کولھاپور کے زیر انتظام مجلس بنائے یادگار شیواجی نے آخر آٹھ برس کی مدت مین تقریبًا دس لاکھ روپیہ جمع کیا، جس مین سے ستر ہزار کے خرچ سے شیواجی کا مجسمہ تیار ہوا، جو ۱۶ر جون ۱۹۲۸ء کو بڑے تزک و احتشام کے ساتھ بے نقاب ہوا، گورنر بمبئی نے خود یہ رسم ادا کی، پرنس آف ویلز جھون نے اس کا بنیادی تپھر نصب کیا تھا، ان کا پیام شاہی، اور ویسرائے کے پیغام تہنیت سے جلسہ کا آغاز ہوا، تقریبًا دو لاکھ روپیے پوری عمارت اور مجسمہ پر صرف ہوئے، باقی پانچ لاکھ روپیے ابھی کمیٹی کے ہاتھ مین ہین، اور ڈھائی لاکھ روپیے ریاست اندور سے وصول ہونگے، ان ساڑھے سات لاکھ روپیون سے شیواجی کے متعلقہ معلومات کے لیے ایک تاریخی انسٹی ٹیوشن قائم کیجائے گی،

اورنگ زیب عالمگیر کا نقلی جشن سالگرہ منانے والون نے دیکھا کہ قوم کی تاریخی شخصیت کی قدر کیونکر کیجاتی ہے؟ جو لوگ ہندو ؤن کے عام رسمی مجالس و تحریکات کی نقل اتار نا ضروری سمجھتے ہین اور اسی کو قوم کی زندگی کا باعث جانتے ہین، کیا وہ اورنگ زیب عالمگیر کی تاریخ، مکاتبات، فرامین کی جمع و ترتیب و اشاعت کے لیے قوم سے دس لاکھ روپیے فراہم کرنے کی نقل بھی اتارینگے؟ وہ اس کے لیے گاؤن گاؤن اور مسجد مسجد مین اشتہارات تقسیم کرین گے؟ نہین! کیونکہ وہ خود قوم کی کبھی اصلی نہین، بلکہ صرف نقلی زندگی کے طالب ہین"

—— ✻ ——

مئی ۲۸ء کے شذرات مین ہمنے ہندوستانی مسلمانون کو خطاب کرکے کہا تھا کہ اگر تمام دنیاے اسلام جدید تہذیب و تمدن کی گمراہیون اور بے راہ رویون مین مبتلا ہو، تو اے مسلمانان ہند تم حق و باطل، نیک و بد اور اچھے برے کی تمیز کے ساتھ خذ ما صفا و دع ما کدر کے اصول پر صحیح راستہ پر قائم رہو اور گمراہ و غلط رو دنیاے اسلام کے سامنے اپنی مثال خود پیش کرو، انشاء اللہ دنیا تمھاری صحیح الخیالی اور صحیح العملی کی قدر کریگی اور ایک دن آئے گا کہ وہ تمھاری پیروی پر مجبور ہوگی،

—— ✻ ——

آج اتفاق سے اس نظریہ کی ایک عملی مثال بھی ہمارے سامنے آگئی، مولانا محمد علی صاحب جو اپنے علاج کی غرض سے یورپ گئے ہین ذرا مین قاہرہ (مصر) ہو کر گذرے، دنیاے اسلام مین ان کی غائبانہ سیاسی شہرت کیسی تھی جب انکی حلیہ شکل و صورت اور سادگی پر مصری بلند خیالون کی نظر پڑی تو ان پر کیا اثر ہوا، اسکا جواب ایک مصری مکتوب سے جو آج ۲۲ جون ۲۸ء کو موصول ہوا ہے آپ کے پیش نظر کرتے ہین،

کل یہان پر سوئز سے سفر قطع کرکے ایک دن کے لیے مولانا محمد علی صاحب تشریف لے گئے تھے، یہان کے لوگون کیلئے جن کے سامنے یورپ کی کورانہ تقلید کے سوا کوئی نظریہ نہین ہندوستان کے اکابر رہنماؤن کی سادگی، اسلامیت اور اسلامی ہیئت اور وضع قطع بہت کچھ جالب نظر و توجہ اور مؤثر ہوتی ہے اور ارباب فہم و بصیرت اسکو تسلیم کرتے ہین کہ حقیقی اخلاص و محبت دین، اور اخوت اسلامی، ہندوستان اور صرف ہندوستان مین ہے، اللھم زد فزد،

(ابو نصر بھوپالی)

اس خط پر کسی مزید تبصرہ کی ضرورت نہین،

مقالات

حقوقِ نسوان

۲

کفو

نکاح کے متعدد قابلِ بحث مسائل مین کفو کا مسئلہ بھی ہے، خصوصًا اس لیے کہ متاخرین فقہا نے کس
مین بیحد غلو کیا ہے، یہان تک کہ نکاح کے جواز و عدم جواز تک پر اس کا اثر ڈالا ہے، اور کفو کے درجون اور رتبون
تک کی تعیین کی ہے، حالانکہ یہ مسئلہ صرف ایک معاشرتی حیثیت رکھتا ہے، اور اس سے زیادہ اسکی کوئی اہمیت نہین
"کفو" کے معنی برابر، مساوی، ہمسر اور جوڑ کے ہین، اور اصطلاحًا اس سے مراد یہ ہے کہ عورت مرد جنکا
باہم نکاح مقصود ہے، وہ معاشرت، اور سوسائٹی کے لحاظ سے ہم مرتبہ، اور ہم درجہ ہون، تاکہ میان بیوی مین
باہم خوشگوار تعلقات قائم رہین، اور ایک دوسرے کو ذلیل یا حقیر نہ سمجھین، بات صرف اتنی تھی، مگر عجمی نخوت
اور ہندی ذات پات کے جھگڑون نے اس رائی کو پہاڑ بنا دیا، اور اب کم از کم ہندوستان مین ہندوؤن کے
اثر سے یہ حالت ہو گئی ہے، کہ مسلمانون مین بھی برہمن، چھتری، ویش اور شودر کی طرح سید، شیخ، مغل، پٹھان
گویا چار ذاتین ہو گئی ہین، اور پیشون کے لحاظ سے اور بھی ماتحت تقسیمین ہو گئی ہین، اور ان مین باہمی حسب و
نسب کی تفریقین قائم کر دیگئی ہین،

چنانچہ فقہ حنفی مین کفو کی چار حیثیتین قائم کی گئی ہین، نسب، اخلاق و تقوی، مال و دولت، اور پیشہ

اور یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ اگر کوئی بالغ لڑکی اپنے اختیار سے کسی ایسے مرد سے شادی کرلے جو خود یا اوسکا
خاندان لڑکی سے یا لڑکی کے خاندان سے نسب مین، یا اخلاق و تقوی مین، یا مال و دولت مین، یا پیشہ مین کم درجہ
ہو تو لڑکی کے اولیا، کو حق حاصل ہوگا کہ وہ قاضی کی عدالت مین دعوی دائر کر کے، اس نکاح کو فسخ کرا دین،

بعض فقہا نے تو غلو کر کے یہان تک فتوی دے دیا ہے کہ نکاح سرے سے منعقد ہی نہ ہوگا،

نسب مین قریش کو بڑا درجہ دیا گیا ہے، ان کا برابر کوئی غیر قریشی نہین، پھر عام عرب قبائل کا درجہ
ہے، پھر عجم کا، اسی طرح وہ نو مسلم جو بذات خود مسلمان ہوا ہے، اس نو مسلم کا مقابل نہین جو چند پشت پہلے
مسلمان ہوا ہو، مال و دولت کے لحاظ سے یہ اجازت دیگئی کہ اگر کوئی دولتمند لڑکی کسی فقیر اور مفلس مرد سے
جو عورت کے دین مہر اور نفقہ کو ادا نہ کر سکتا ہو، شادی کرے تو لڑکی کے اہل خاندان ایسے نکاح کو توڑوا دین

پھر ان مسائل مین بعض فقہا کا باہم اختلاف بھی ہے، امام مالک نسب کا امتیاز نہین تسلیم کرتے، لیکن
دوسری طرف بعضون نے یہان تک غلو کیا ہے کہ قریش مین بھی دو درجے قائم کر دیے ہین، ایک خاندانِ
خلافت، اور دوسرے وہ خاندان جنمین خلفا نہین ہوئے، اگر ایک خلیفہ زادی کسی ایسے قریشی سے نکاح
کرنا چاہے جو خلیفہ زادہ نہ ہو، تو لڑکی کے اہل خاندان اس نکاح کو رکوا سکتے ہین، پیشون کے لحاظ سے جولاہون
حجامون، اور چمارون کو سب سے کم درجہ دیا گیا ہے، اور ان کے علاوہ اور پیشہ ورون کو باہم ہمدرجہ اور ہم رتبہ سمجھا
گیا ہے، اسی طرح اگر لڑکی اپنے خاندانی دینِ مہر سے کم پر نکاح کرے تو اسکے اولیاء اسکو مجبور کر سکتے ہین،
کہ یا تو وہ خاندانی مہر پر نکاح کرے یا وہ مرد عورت سے دست بردار ہو جائے،

مگر حقیقت یہ ہے کہ ان تمام مسائل کی کوئی شرعی حیثیت نہین ہے، قرآن پاک اور صحیح احادیث سے
ان مسئلون کا کوئی ثبوت نہین ہے، اگر ان مسئلون کی کوئی شرعی حیثیت ہو تو اسلام کے اس نقارۂ فخر کی
آواز دب جائے کہ دنیا مین وہی ایک مذہب ہے جس نے انسانون مین باہم اخوت، مساوات، اور برابری
قائم کی، اور حسب و نسب، رنگ روپ اور کالے گورے کے امتیازات مٹا دیے،

فقہائے اپنے دعویٰ کے ثبوت مین جن حدیثون کو پیش کیا ہے، ضرورت ہے کہ ان پر ایک تنقیدی نظر ڈالی جائے،

حضرت جابرؓ سے ایک حدیث روایت کیجاتی ہے کہ آپ نے فرمایا،

الا لا یزوج النساء الا الاولیاء ولا یزوجن الا من الاکفاء	عورتون کا نکاح صرف ان کے اولیاء کرین، اور ان کا نکاح نہ کیا جائے، لیکن ان کے کفو سے،

اس حدیث کی عام روایت کی سند مین مبشر بن عبید، اور حجاج بن ارطاۃ ہین، حجاج کو گو بعضون نے ثقہ بھی کہا ہے، مگر زیادہ تر ائمہ نے ان کی تدلیس اور کمزوری کو ظاہر کیا ہے، اور سب سے عجیب بات یہ ہے کہ وہ نہایت افتخار پسند اور فخار تھے، انتہا یہ ہے کہ ان کو عام مسجدون مین باجماعت نماز پڑھنے سے بھی اس لیے انکار تھا کہ وہ مزدورون اور کنجڑون کے ساتھ ایک صف مین کھڑے ہونے کو پسند نہین کرتے تھے، روایت کا راوی مبشر بالاتفاق ضعیف اور متروک ہے، اور جھوٹی حدیثون کے بنانے مین مشہور ہے، امام احمد بن حنبلؒ، بخاری، دارقطنی، سب نے ان کو بے اعتبار قرار دیا ہے،

اس حدیث کی ایک اور سند بعض محدثین نے ابن ابی حاتم سے نقل کی ہے، اور گو حافظ ابن حجر اور بغوی نے اس سند کو حسن کہتے ہین، مگر یہ سند بھی خدشون سے محفوظ نہین ہے، ان دو کے مقابلہ مین متعدد علمائے حدیث نے اس پر اعتراضات کئے ہین، راوی عباد بن منصور، اکثر محدثین کے نزدیک ضعیف اور منکر الحدیث ہے، امام نسائی کہتے ہین وہ حجت نہین، ابن معین کا قول ہے وہ قوی نہین، وہ کچھ نہین، ابن سعد نے لکھا ہے کہ محدثین نے ان کو ضعیف اور منکر الحدیث قرار دیا ہے،

حافظ سیوطی نے اس حدیث کو موضوعات مین شمار کیا ہے، اور اسکی نسبت دوسرے امامون کی رائین بھی لکھی ہین، ابن عدی کہتے ہین، یہ حدیث، الفاظ اور اسناد کے اختلاف کے ساتھ متعدد طریقون سے

لہ تہذیب ۱۰ صفحہ ۱۹ سے فتح القدیر ابن ہمام جلد ۳ صفحہ ۱۸۶، مصر،

روایت کیجاتی ہے مگر ان مین سے کوئی صحیح نہین ہے، ان کا راوی صرف ایک مبشر ہے اور وہ جھوٹا ہے، حدیثین بناتا تھا، دارقطنی نے سنن مین بھی اس روایت کو نقل کیا ہے، اور لکھا ہے کہ مبشر متروک الحدیث ہے، بیہقی نے سنن مین اس کو نقل کرکے کہا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے،

ایک اور حدیث ام المومنین حضرت عائشہؓ وغیرہ سے روایت کیجاتی ہے، کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا،

تخیروا لنطفکم وانکحوا الاکفاء	اپنے نطفون کے لیے بہتر انتخاب کرو اور کفو سے نکاح کرو،

اس حدیث کے بھی تمام طریقے کمزور اور نامعتبر ہین، اس کے راوی حارث بن عمران، عکرمہ بن ابراہیم، محمد بن مروان، اور سلیمان بن عطار، کل ضعیف ہین، حافظ محمد بن طاہر مقدسی نے اس کو موضوعات مین شمار کیا ہے، ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب العلل مین اس کو باطل، منکر اور بے اصل کہا ہے، امام ذہبی نے تعقب مستدرک مین اس کے ایک راوی کو متہم اور دوسرے کو ضعیف بتایا ہے،

سب سے بہتر روایت اس باب مین حسب ذیل روایت ہے، جو حضرت علیؓ کے واسطہ سے ہے کہ آپ نے حضرت علیؓ کو مخاطب کرکے فرمایا،

یا علی ثلاث لا توخر الصلوٰۃ اذا اتت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجدت لھا کفوا	اے علی! تین باتون مین دیر نہ کرنا، نماز جب اس کا وقت آجائے، جنازہ جب تیار ہو جائے اور بے شوہر والی عورت کیلئے جب تم کفو پالو،

یہ حدیث جامع ترمذی اور حاکم مین ہے، امام ترمذی نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ "وہ غریب ہے اور مین اس کی سند متصل نہین سمجھتا" (باب ماجاء فی تعجیل الجنازۃ) حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے، اور امام ذہبی نے بھی ان کی تائید کی ہے،

امام ترمذی اور حاکم کے سلسلہ سند مین ایک اہم اختلاف ہے، امام ترمذی کے ہان اس کے ایک

لہ تذکرۃ الموضوعات للمقدسی صفحہ ۱۱، مصر، سے کتاب علل الحدیث ابن ابی حاتم جلد اول صفحہ ۴۱۳، سے مستدرک حاکم ۲ ص ۱۶۲

درمیانی راوی کا نام سعید بن عبد اللہ جہنی ہے، جو نامعتبر اور تمامتر ضعیف ہے، اور حاکم کی روایت مین اسی راوی
کا نام سعید بن عبد الرحمان جمحی ہے جو ایک حد تک معتبر کہا گیا ہے، ان دونون اماموں کے اس اختلاف
کا فیصلہ گو مشکل ہے، تاہم رجال کی تحقیق جہان تک کام دیتی ہے، امام ترمذی کا پلہ بھاری نظر آتا ہے،

بہرحال اس روایت کی صحت کو اگر مان بھی لیا جائے تو اس حدیث کی تشریح مین درحقیقت
ایک لفظی غلط فہمی کو دخل ہے، کفو کے لغوی معنی اور فقہار کے اصطلاحی معنی مین معلوم ہو چکا ہے کہ تھوڑا
فرق ہے، کفو لغت مین ہمسر اور جوڑ کو کہتے ہین، اور اسکا اطلاق میان اور بیوی کے معنون پر بھی ہوتا ہے
کہ یہ ایک دوسرے کے جوڑ سمجھے جاتے ہین، سورۂ قل ہو اللہ، مین ولم یکن لہ کفواً احد کہ اس کا
کوئی جوڑ نہین، عامۂ مفسرین کے نزدیک یہی معنی مراد ہین، اس بنا پر اس حدیث کا سادہ مطلب
صرف یہ ہے کہ بے شوہر والی عورت کا جب کوئی جوڑ مل جائے، یعنی کوئی مناسب رشتہ
مل جائے تو پھر اس کے نکاح مین تاخیر نہ کیجائے، اس کفو سے فقہار کا اصطلاحی کفو مراد نہین،

آخری طور پر امام محمد کی کتاب الآثار سے حضرت عمرؓ کا ایک قول نقل کیا جاتا ہے، کہ

لامنعن ذوات الاحساب الا من الاکفاء — مین برابر کے لوگون کے علاوہ خاندانی لڑکیون کا نکاح دوسرون سے روک دونگا،

اس روایت کا حضرت عمرؓ سے جو راوی ہے، اسکا نام معلوم نہین، محض "ایک شخص" مذکور ہے، ظاہر
ہے کہ ایسے مجہول راوی کی روایت کا کوئی اعتبار نہین، بہرحال اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اب تک
اس قسم کا نکاح رائج تھا، لیکن حضرت عمرؓ اس کو اب کسی وجہ سے خلاف مصلحت سمجھتے ہین،

اسی طرح حضرت سلمان صحابی سے جو نسلاً عجمی تھے، یہ قول بسند مروی ہے کہ انھون نے اہل
عرب کو خطاب کرکے فرمایا

لا نؤمکم ولا ننکح نساءکم — ہم اہل عجم نہ تمھارے امام ہونگے (یا ہوسکتے ہین) اور نہ

(علل ابن ابی حاتم صفحہ ۴۰۶) نکاح کرینگے، (یا نہین کرسکتے)

حالانکہ یہ دونون باتین غلط ہین، امامت کے درجہ استحقاق کی تفصیل حدیث وفقہ کی تمام کتابون مین
بتفصیل مذکور ہے، اس مین عربیت اور عجمیت کی کوئی تفریق نہین ہے، اسی طرح نکاح کے باب مین اس
امتیاز کا کوئی ثبوت نہین، خود حضرت سلمانؓ کا عمل اس کے خلاف ثابت ہے، چنانچہ انھون نے عرب کے
مشہور قبیلہ کندہ کی ایک خاتون سے شادی کی تھی[1]،

حضرت ابن عمرؓ کے واسطہ سے روایت کی جاتی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا

العرب بعضہا لبعض اکفاء الا حائک وحجام، — عرب باہم ایک دوسرے کے کفو ہین لیکن جولاہہ اور نائی،

یہ روایت بالکل بے اصل ہے، ابوحاتم کہتے ہین "یہ بالکل جھوٹ ہے اس کی کوئی اصل نہین"[2]
اس کا راوی عمران بن ابی الفضل جھوٹی اور لغو حدیثین بیان کرتا تھا[3]،

یہی وہ روایتین ہین جنکی بنا پر کفو کے تمام مسائل کی عمارتین کھڑی کی گئی ہین، لیکن ان روایتون
کی حیثیت ظاہر ہو جانے کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ ان مین سے کوئی ایک بھی اس عظیم الشان مسئلہ کی بنیاد
بننے کی صلاحیت رکھتی ہے،

اس مسئلہ کی تاریخی حیثیت پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے، کہ عجم کی فتوحات کے بعد اس مسئلہ کا
آغاز ہوا ہے، اور اسکی صورت یہ ہوئی ہے کہ نو مسلم اہل عجم نے مسلمان ہو کر عرب خاندانون مین
شادیان کرنی شروع کین، یہ شادیان معاشرتی اور سیاسی دو پہلوؤن سے اہل عرب کے لیے خطرناک
تھین، اس بنا پر بعض خلفاء، امراء اور علماء نے ان کی نسبت احتیاطی احکام جاری کئے، نو مسلم عجمیون
کو موالی کہتے تھے، عرب اور موالی کی باہمی رقابت حضرت عمرؓ ہی کے زمانہ سے شروع ہو جاتی ہے، اگر

[1] اصابہ تذکرہ حضرت سلمان فارسی [2] کتاب العلل مصر ص ۴۱۲ [3] میزان الاعتدال ذہبی،

مامون کے عہد مین وہ حدِ کمال کو پہنچ جاتی ہے، یہان تک کہ متعصب عربون کی جماعت کے مقابلہ مین شعوبیہ کا فرقہ قائم ہوا جو عربون کی فضیلت کا منکر تھا،

بہر حال اس مسئلہ کی یہ ابتدائی حیثیت تھی، ابھی اوپر امام محمد کی کتاب الآثار کے حوالہ سے حضرت عمرؓ کا جو فقرہ نقل ہوا ہے، اگر وہ صحیح مان لیا جائے تو اوس سے اس مسئلہ کی ابتدائی روح ظاہر ہو گی، بعد کو جب علماے عجم نے اپنے استخراجات اور فتاوی مرتب کئے تو اس مسئلہ مین وہ تنگیِ نظر ظاہر ہونے لگی جو عجمی نخوت وتبختر کا نتیجہ ہے، حسب ونسب تو خیر لیکن مال ودولت اور پیشہ کی برتری اور پستی کا تخیل اہل عرب مین نہ تھا، خود قریش کے بڑے بڑے رؤسا اور اکابر کپڑون اور چمڑون کے تاجر تھے،

بہر حال عجمی اثر سے مسلمانون مین معاشرت اور سوسائٹی کے جو اصول قائم ہو گئے، اور جو اب تک ہندوستان تک مین قائم ہین، بلکہ یہان ہندوؤن سے مکرر اور زیادہ مستحکم ہو گئے ہین، اور ہماری عادت وفطرت مین داخل ہو گئے ہین، انھون نے اس مسئلہ کی حیثیت کو اور زیادہ اہم بنا دیا ہے حالانکہ شرعی اصول سے اس کی کوئی بنیاد نہین ہے،

اوپر مسئلہ کفو کے طرفدارون کی طرف سے جو روایتین نقل کیگئی ہین، اگر ان کو کسی نہ کسی طرح صحیح باور کر لیا جائے، تو بھی زیادہ سے زیادہ ان سے جو کچھ ثابت ہو سکتا ہے وہ اس کا استحسانی پہلو ہے، یعنی یہ کہ اگر بیاہ مین ان مراتب کا خیال رکھا جائے تو میان بیوی کے تعلقات کی خوشگواری کی توقع زیادہ کیجا سکتی ہے، غرض استحسان اور استحباب سے زیادہ اسکی حیثیت نہین ہو سکتی، بلکہ دوسرے لفظون مین یون کہنا چاہئیے کہ اس مسئلہ کی قانونی حیثیت کے بجائے صرف اس کی اخلاقی حیثیت ثابت ہوتی ہے اس بنا پر یہ کہنا کہ اگر کوئی عاقل وبالغ لڑکی اپنی رضامندی سے کسی غیر کفو مین شادی کر لے تو اس کے اولیا کو حق پہنچتا ہے کہ وہ عدالتی ذرائع سے لڑکی اور اس کے شوہر مین تفریق کرا دین، کہان تک صحیح ہو گا؟

برخلاف اس کے یہ صاف نظر آتا ہے کہ اسلام نے حسب ونسب، مال ودولت، پیشہ وحرفت

عجمیت وعربیت کے تمام امتیازات مٹا دیئے ہین اس کے نزدیک اگر کوئی چیز امتیاز وتفوق کی ہے، تو وہ تقوی ودینداری اور حسن اخلاق کی شرافت ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے

یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی	لوگو! ہمنے تم سب کو ایک ہی مرد وعورت سے پیدا کیا ہے ہمنے تمکو مختلف قومون
وجعلناکم شعوبًا وقبائل لتعارفوا	اور قبیلون مین اسلئے بنایا ہے تاکہ تم ایکدوسرے کو پہچانو بیشک خدا کے نزدیک سب
ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم (حجرات ۲)	عزت والا وہ ہے جو تم مین سب سے زیادہ تقوی والا ہے،

آنحضرت صلعم نے فتح مکہ کے دن قریش جنکو اپنی بزرگی وشرافت پر بڑا ناز تھا ان کے مجمع عام مین فرمایا!

یامعشر قریش ان اللہ قد اذھب	اے قوم قریش! اب جاہلیت کی نخوت اور نسب کی بڑائی خدا نے
عنکم نخوۃ الجاھلیۃ وتعظمھا بالآباء	مٹا دی، تمام آدمی آدم کی نسل سے ہین، اور آدم مٹی سے
الناس من آدم وآدم من تراب	بنے تھے،

حجۃ الوداع کے خطبہ مین جیسا کہ مسند احمد مین ہے آپ نے فرمایا!

ایھا الناس الا ان ربکم واحد وان	لوگو! ہشیار تمھارا پروردگار ایک ہے، تمھارا باپ بھی ایک ہے، ہان کسی
اباکم واحد، الا لا فضل لعربی علی	عربی کو کسی عجمی پر، اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت ہے، اور
عجمی ولا لعجمی علی عربی ولا لاحمر علی	نہ کسی کالے کو گورے پر، اور نہ کسی گورے کو کالے پر کوئی فوقیت
اسود ولا اسود علی احمر الا بالتقوی	ہے، اگر ہے تو تقوی کی فضیلت،

ان عام احکام کے علاوہ، آنحضرت صلعم اور اکابر صحابہؓ کی عملی مثالون سے بھی اس مسئلہ کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے، سب کو معلوم ہے کہ حضرت زینبؓ بنت جحش آنحضرت صلعم کی پھوپھی زاد بہن، اور خاص قریش کی شریف خاتون تھین، آنحضرت صلعم نے ان کا نکاح اپنے آزاد کردہ غلام زید سے کر دیا تھا، ان کے بیٹے حضرت اسامہؓ کا نکاح جو کنیز زادہ بھی تھے آپ نے فاطمہ بنت قیس قریش کی شاخ بنی فہر کی ایک معزز خاتون سے کر دیا تھا[۱] حضرت سالمؓ

---

[۱] صحیح مسلم باب ذکر دجال،

جو غلام رہ چکے تھے اور ابو حذیفہ صحابی رضہ کے متبنیٰ تھے، انھون نے ان کا نکاح اپنی بھتیجی ولید بن عتبہ مشہور رئیس قریش کی لڑکی سے کر دیا تھا، حضرت عبدالرحمان بن عوف رضہ جو عشرہ مبشرہ مین ہین، اور روساے قریش مین ہین ان کی بہن، حضرت بلال حبشی رضہ کے نکاح مین تھین۔ ابو ہند ایک حجام تھے، آنحضرت صلعم نے انصار کے قبیلہ بنی بیاضہ سے فرمایا کہ اپنے قبیلہ مین ان کا کہین نکاح کر دو، وہ تمام سادات حسینی جنکو اپنی نضیلت نسبی پر ناز ہے انکو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کی مان (زوجۂ امام حسینؓ و والدۂ حضرت زین العابدینؓ) ایک عجمی یا سندھی کنیز تھین،

بعض لوگون نے جنمین امام شافعی بھی ہین، کفو ہونے مین آزادی و غلامی کا بھی اعتبار کیا ہے اور بریرہؓ کے واقعہ سے اس پر استدلال کیا ہے، کہ حضرت بریرہؓ جو حضرت عائشہؓ کی لونڈی تھین جب آزاد ہوئین تو ان کو اختیار دیا گیا کہ وہ اپنے پہلے شوہر کو جو ایک غلام تھا، اپنا شوہر تسلیم کرین، یا اس نکاح کو فسخ کر دین، امام شافعی کہتے ہین کہ حضرت بریرہؓ کو یہ حق اسلیے ملا کہ آزاد ہونے کے بعد ان کا پہلا غلام شوہر ان کا کفو نہین رہا، اس سے معلوم ہوا کہ میان بیوی کے درمیان آزادی و غلامی کی برابری بھی شرط ہے، یعنی آزاد مرد لونڈی سے، یا غلام کسی آزاد عورت سے شادی نہین کر سکتا، لیکن معلوم نہین قرآن پاک کی اس آیت کا ان لوگون کے پاس کیا جواب ہے، جسمین غریب آزاد مسلمانون کو مسلمان لونڈیون سے نکاح کرنے کی اجازت دیگئی ہو،

ومن لم يستطع منكم طولا ان ينكح المحصنات المؤمنات فمن ما ملكت ايمانكم من فتياتكم المؤمنات، والله اعلم بايمانكم بعضكم من بعض، فانكحوهن باذن اهلهن (نساء)

اور تم مین سے جسکو یہ مقدور نہ ہو کہ وہ آزاد مسلمان بی بیون سے نکاح کرے، تو مسلمان لونڈیون سے نکاح کر لے، خدا کو تمھارا ایمان بہتر معلوم ہے، تم آپس مین ایک ہو، تو ان لونڈیون سے ان کے لوگون کی اجازت سے نکاح کرو،

اس سے زیادہ تصریح اور کیا ہو سکتی ہے، اللہ تعالیٰ آزاد مردون کو خطاب کر کے فرماتا ہے، کہ

لہ صحیح بخاری، و ابوداؤد و نسائی، ٢ہ دارقطنی، ٣ہ ابوداؤد و حاکم ذہبی نے اس کو حسن کہا ہے،

ان لونڈیون کو کم درجہ نہ سمجھو، مسلمان ہونے کے بعد تم سب ایک ہی ہو، اس موقع پر یہ بھی یاد رہے کہ لونڈیون کی قومیت سے بھی یہان کوئی بحث نہین ہے، وہ عرب ہو یا عجم، ترک ہو یا روم،

امام شافعی کا حضرت بریرہؓ کے واقعہ سے اپنے دعویٰ پر استدلال بھی میرے نزدیک صحیح نہین ہے، کیونکہ حضرت بریرہؓ کو آزادی کے بعد اپنے پہلے شوہر کے ساتھ رہنے یا نہ رہنے کا جو اختیار ملا تھا، اسکی وجہ یہ نہین کہ ان کا شوہر غلام تھا، حالانکہ آنحضرت صلعم نے خود اس کو دوبارہ پسند کر لینے کی سفارش فرمائی تھی، بلکہ اس عطاے اختیار کی وجہ یہ ہے کہ غلامی کی حالت مین لونڈی کی شادی خود اس کے پسند اور انتخاب سے نہین ہوتی، بلکہ اس کے آقا کے انتخاب اور پسند سے ہوتی ہے، آزادی کے بعد جب وہ قید دور ہو جاتی ہے، اور وہ اپنی ذات کی مالک و مختار بنتی ہے، تو اُس کو اپنے اُس معاملہ پر جسکو دوسرون نے اُس کے حق مین فیصل کیا تھا، اور جسکو اُس نے مجبورانہ قبول کیا تھا، دوبارہ نظر ثانی کا حق ملتا ہے،

مسند احمد، نسائی، اور ابن ماجہ مین ایک حدیث ہے، کہ ایک نوجوان لڑکی نے خدمت نبوی مین آکر عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے باپ نے میرا نکاح اپنے بھتیجے سے کر دیا ہے تاکہ میرے سبب سے اسکی کم رتبگی (خسیستہ) دور ہو کر بلندی حاصل ہو، آپ نے اس لڑکی کو اختیار دے دیا، اس نے کہا یا رسول اللہ میرے باپ نے جو کیا مین اس کو قبول کرتی ہون، اس احتجاج سے میرا مقصد یہ تھا کہ مین عورتون کو معلوم کراؤن کہ باپون کو لڑکیون کے زبردستی نکاح کا کوئی حق نہین ہے، الفاظ یہ ہین، ان اعلم النساء ان ليس الى الآباء من الامر شيء،

قاضی شوکانی نے نیل الاوطار (باب الکفاءة فی النکاح) مین لکھا ہے کہ ابن ماجہ کی اس روایت کے رجال، صحیح کے رجال ہین بعضون نے اس حدیث سے بھی یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ نکاح مین برابری اور کفاءت نہ ہو تو نکاح قاضی کے فیصلہ سے ٹوٹ سکتا ہے، لیکن درحقیقت اس حدیث سے یہ نتیجہ نہین نکلتا، بلکہ یہ نکلتا ہے کہ کوئی باپ اپنی لڑکی کی مرضی کے خلاف اس کا نکاح نہین کر سکتا، اب یہ مسئلہ کہ اس لڑکی کی ناراضی کا سبب

کیا تھا؟ یہ ایک ضمنی بحث ہے، دوسری لڑکیون کی طرح یہ لڑکی بھی اگر عدالت نبوی مین اپنی ناراضی کی کوئی وجہ پیش نہ کرتی، جنکے واقعات احادیث مین مذکور ہین، تب بھی نتیجہ یہی نکلتا،

بہرحال اگر اس نتیجہ کو ہم تسلیم بھی کرلین، تو بھی اس حدیث سے یہ ثابت ہوگا کہ اگر کوئی ولی کسی لڑکی کا نکاح اس کی مرضی کے خلاف کسی کم درجہ مرد سے کردے تو عورت کو اس نکاح کے فسخ کرانے کا حق حاصل ہوگا، حالانکہ ہمارے مخالفون کو ثابت یہ کرنا ہے کہ اگر کوئی لڑکی کسی کم درجہ مرد سے جو اس سے حسب و نسب مین یا مال و دولت مین، یا دینداری و تقویٰ مین، یا پیشہ و حرفہ مین اس سے کم ہو نکاح کرلے تو اس کے ولی کو حق حاصل ہوگا کہ قاضی کے ذریعہ اس نکاح کو فسخ کرادے، وشتان بینہما،

ان تمام تفصیلات کے بعد یہ واضح ہو جاتا ہے کہ درحقیقت اس مسئلہ کی کوئی شرعی و قانونی حیثیت نہین ہے، جو کچھ ہے وہ معاشرتی اور اخلاقی ہے، ہمارے اکابر فقہار حمہم اللہ تعالیٰ بھی اس مسئلہ کی اس حیثیت سے ناواقف نہ تھے، چنانچہ اپنے دعویٰ کے ثبوت مین انھون نے اس پہلو سے بھی دلیل پیش کی ہے اور بتایا ہے کہ اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ جب تک میان بیوی باہم مجلسی اور معاشرتی حیثیت سے مساوی اور برابر نہ ہون گے ان مین تعلقات کی خوشگواری، اور خانگی زندگی کی خوشحالی، اور باہم دو خاندانون کے میل جول جو نکاح کے مقاصد ہین، پوری طرح حاصل نہ ہونگے، ظاہر ہے کہ اس تشریح کے صحیح ہونے مین کوئی شبہہ نہین، خود حضرت زینبؓ اور حضرت زیدؓ کا واقعہ اس پر گواہ ہے، اسلیے یقیناً ہر لڑکی کا فرض ہے کہ وہ اپنے نکاح مین اس پہلو کو بھی کم اہم نہ سمجھے، اور اولیار کا بھی فرض ہے کہ لڑکی کو ایسے موقع پر واقعات کے نشیب و فراز سے پوری طرح آگاہ کردین، اور اپنے تجربات اور مشورون سے اس کو پوری طرح فائدہ پہنچائین، لیکن وہ جبر و قانوناً اسکو روکنے کا کوئی حق نہین رکھتے،

نکاح مین جو چیز سب سے زیادہ نگاہ رکھنے کے قابل ہے وہ اخلاق و عادات اور دینداری و تقویٰ ہے، لیکن افسوس ہے کہ آج یہی چیز نظرانداز کردیجاتی ہے، حالانکہ آنحضرت صلعم نے اسی کو سب سے زیادہ پیش نظر رکھنے کی ہدایت فرمائی ہے، صحیح حدیث مین ہے کہ آپ نے مردون کو مخاطب کرکے فرمایا، کہ لوگ عموماً بیوی کا انتخاب حسن و جمال، مال و دولت اور دین و اخلاق کی بنا پر کرتے ہین مگر درحقیقت دیندار اور اچھے اخلاق کی لڑکی ہی کو ترجیح دینی چاہیئے، فعلیك بذات الدین،

اسی طرح ایک روایت مین ہے کہ لڑکیون کے اولیار کو آپ نے فرمایا،

اذا خطب الیکم من ترضون دینہ وخلقہ فزوجوہ (ترمذی حاکم)	جب تم کو کوئی ایسا شخص پیام دے جسکی دینداری اور اخلاق تم کو پسند آئین تو بیاہ دو،

یہ حدیث اپنی صحت کے لحاظ سے ان حدیثون سے زیادہ قوی ہے، جو کفارت کے باب مین روایت کی جاتی ہین، اس بنا پر ان کے مقابلہ مین اس روایت سے قطع نظر نہین کیا جاسکتا، دیکھو کہ اس مین جس چیز کو اہمیت دی گئی ہے، وہ نسب، دولت، اور پیشہ نہین ہے، بلکہ دینداری اور اخلاق ہے، اور یہی اصول اسلام کے مطابق ہے،

امیر اسمٰعیل یمنی نے سبل السلام شرح بلوغ المرام مین لکھا ہے کہ نکاح مین کفاءة کے معتبر اور نامعتبر ہونے مین علمار کا اختلاف ہے، مگر قوی مذہب وہ ہے، جسکو زید بن علی اور امام مالک نے اختیار کیا ہے، اور یہی حضرت عمرؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، ابن سیرینؒ، حضرت عمر بن عبدالعزیز کا مسلک ہے، اور وہ یہ ہے کہ کفو ہونا صرف دین مین شرط ہے، اس کے بعد امیر موصوف نے اس مسلک کی قوت پر دلیلین پیش کی ہین، اور اسلامی مساوات اور نسب کی عزت و شرف کو غرور و تبختر کا باعث بنانے کی ممانعت کی حدیثین نقل کی ہین،

علامہ ابن جوزیؒ

از

جناب مولوی سعیدی بی اے، (علیگ) ایم آر اے ایس (لندن)

"جو لوگ اپنے اسلاف کے کارنامے فخر و ناز کے ساتھ یاد نہین کرتے وہ خود بھی ایسے کام نہین کر سکتے"

(میکالے)

آغاز اسلام سے اب تک ہزارون ایسی فاضل ہستیان مسلمانون مین ایسی گذری ہین جن کے کارنامے ہمارے لئے باعث فخر ہین، اور جن کے سوانح ہمارے لیے باعث عبرت، مسلمانون کی گذشتہ عظمت و جلال ان کی علمی و ادبی دلچسپیان، ان کا ذوق تعلیم و تعلم یہ تمام باتین ان نامور بزرگون کی تصانیف سے ظاہر ہوتی ہین، اور اہل دنیا کو محو حیرت کر دیتی ہین،

آہ۔ زمانہ سے بڑھکر کوئی بھولنے اور بھلا دینے والا نہین، دنیا کے اسٹیج پر خدا جانے کتنے لوگ آئے جو شہرت کے آسمان پر چاند سورج ہو کر چمکے لیکن غور کرو کتنے ایسے ہین جنکی کرنین اب بھی نور فشان ہین، البتہ وہ بڑے خوش نصیب ہین وہ جنھین کسوف و خسوف کے بعد بھی شہرت دوام حاصل ہوئی، اور فلک الافلاک پر چمکنا نصیب ہوا،

انقلاب زمانہ ایسی ایسی مقدس صورتین اپنے دامن مین چھپائے ہوئے ہے کہ ان کا ایک معمولی سا خیال بھی جب دل مین آتا ہے تو روح بیچین ہو جاتی ہے، تاریخ کے صفحات مین ہمارے لیے اسباق عبرت و نصیحت موجود ہین لیکن ہمین اس قدر توفیق نہین کہ ہم اپنے اسلاف کے سوانح کا نظر غور سے مطالعہ کرین،

اور دیکھین کہ ایک زمانہ مین ان کی کیا شان تھی اور انھون نے کیا کارہاے نمایان انجام دیے، زندہ مشاہیر کے حالات چشم دید واقعات ہوتے ہین، مگر جن مشاہیر کو مرے صدیان گذر چکین ان کے تذکرے مین عبرت و بصیرت کے بیشمار نکتے مخفی ہوتے ہین، کسی باکمال کے زندۂ جاوید ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ لوگ اسے بھول نہ جائین، بلکہ اس کی یاد سے اپنا خیال تازہ کرتے رہین، بقول حافظ شیرازیؒ ع

گویند ذکر خیرش در خیل عشق بازان

منجملہ ان اشخاص کے جو مسلمانون مین پیدا ہوے اور آسمان شہرت پر ماہ و مہر بنکر چمکے جنھون نے اپنے علم و ہنر سے ایک عالم کو مسخر کیا، چار دانگ عالم مین جنکی شہرت و عظمت کا غلغلہ بلند ہوا جن کے فضل و کمال نے اہل جہان کو محو حیرت بنا دیا ایک علامہ ابن جوزیؒ بھی ہین، بہت سے ایسے اشخاص ہونگے جنھون نے آپ کا نام سنا ہوگا، مگر اکثر لوگ آپ کے ذاتی حالات اور کمالات سے آگاہ نہین ہین، آج ہم اسی فاضل متبحر اور اسلام کے عظیم الشان واعظ شیرین مقال کے حالات[1] زندگی تفصیل کے ساتھ لکھکر ناظرین کو اس سے روشناس کرانا چاہتے ہین،

نام و نسب آپ کا نام عبدالرحمن، لقب جمال الدین اور کنیت ابوالفرج تھی، لیکن آپ مشہور بہ ابن جوزی ہین

---

[1] اس مضمون کی تیاری مین حسب ذیل کتب سے مدد لیگئی ہے:۔

(۱) شاہد الاصفیا، (عربی) قلمی موجودہ کتبخانۂ کری لطیف الدین صاحب صدیقی (۲) ابجد العلوم (عربی)، نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم، (۳) التاج المکلل (عربی) نواب صدیق حسن خان صاحب مرحوم (۴) کشف الظنون (عربی) حاجی خلیفہ، (۵) تذکرۃ الحفاظ (عربی) امام ذہبیؒ (۶) دول الاسلام (عربی) علامہ امام ذہبیؒ (۷) مرآۃ الجنان (عربی) امام یافعیؒ (۸) تاریخ الکامل (عربی) ابن اثیر (۹) وفیات الاعیان (عربی) تاریخ ابن خلکان، (۱۰) ریاض الفردوس (عربی) (۱۱) ہمۃ المحدثین (فارسی) قلمی موجودہ کتبخانۂ آصفیہ سرکار عالی (۱۲) نامہ دانش وران (فارسی) (۱۳) مفتاح التواریخ (فارسی) (۱۴) سفرنامہ ابن بطوطہ (اردو) مترجمہ محمد حسین ایم۔ اے۔

اور آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے:- جمال الدین بن ابی الحسن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن حمادی بن عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن القاسم بن محمد بن ابی بکر رضؓ،

آپ چونکہ عام طور پر ابن جوزی کے نام سے مشہور ہیں اسلیے ابن جوزی کی تحقیق ضروری ہے، اسکی وجہِ تسمیہ کے متعلق مختلف بیانات ہیں، بعض لوگون کا قول ہے کہ آپکے دادا بصرے کے ایک بندرگاہ کی طرف منسوب تھے جس کا نام جوزہ تھا، منذری کا بیان ہے کہ مقام کی طرف نسبت ہے جس کو فرضۃ الجوز کہتے ہین، اور شیخ عبد الصمد بن ابو الحسین(۱) کہتے ہین کہ بصرہ کے ایک محلہ کی طرف نسبت ہے، جسکا نام محلۂ الجوز ہے، ہمارے خیال مین آخر الذکر رائے ہی صحیح معلوم ہوتی ہے،

ولادت علامۂ موصوف بغداد مین درب حبیب مین بعض کے قول کے مطابق ۵۰۹ھ مین اور بعض کے بیان کے مطابق ۵۱۰ھ مین پیدا ہوئے، لیکن محمود الدین بخار مورخ بغداد لکھتا ہے کہ خود اس سے علامہ موصوف نے بیان کیا تھا کہ "میرا سنِ تولد تحقیق شدہ نہین ہے مگر میری والدہ کہا کرتی تھین کہ میرے والد کا انتقال ۵۱۴ھ مین ہوا اور اس وقت میری عمر تین برس کی تھی" اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سنہ پیدائش ۵۱۱ھ ہے، بہرحال اسمین کوئی شک نہین کہ آپ کی ولادت ۵۰۸ھ اور ۵۱۱ھ کے درمیان واقع ہوئی متضاد تحریرات و بیانات کی بنا پر صحیح تاریخ کا تعین کرنا مشکل ہے،

تعلیم و تربیت عالمِ طفولیت ہی مین والدِ مہربان کا سایہ سر سے اٹھ گیا، اور تربیت کی ذمہ داری پھوپھی پر عائد ہوئی، پھوپھی نے خاص طور پر تعلیم و تربیت کی طرف توجہ کی، اور محنت و توجہ کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا، بچہ کی تعلیمی حالت اور اس کے نشوونما و ترقی کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھا، گو اس مین شک نہین کہ ابن جوزیؒ کا گھرانا متمول اور دولتمند تھا تاہم باوجود تنگی کے ماں اور پھوپھی نے اپنی استعداد و حیثیت کے مطابق اخراجاتِ تعلیم کا بار اٹھایا، اور اس کی سختی کیساتھ نگرانی کی، ان کے یہان زر و جواہر کا انبار اور عیش و عشرت کا سامان جو والدین کے بیجا لاڈ پیار کے ساتھ اولاد کی تربیت و تعلیم کے حق مین اکثر مضر ثابت ہوتا ہے، مفقود تھا، تاہم انھون نے حتی الامکان انکی تعلیم مین کوشش کی اور ابن جوزیؒ نے ان کی تحریص و ترغیب اور اپنی مافوق الفطرت ہوشمندی سے فضل و کمال حاصل کرنے مین جد و جہد کی،

آپ کی ابتدائی تعلیم ۵۱۶ھ سے شروع ہوئی، قرآن شریف یاد کیا اور قرآن شریف ائمۂ قرآن کی ایک جماعت سے پڑھا، سنِ رشد و تمیز کو پہنچتے ہی اکتسابِ علوم کے لیے شہر واسط گئے، اس مین کوئی شک نہین کہ وہ ایک غیر معمولی ذہین تھے، لیکن اساتذہ کی غیر معمولی توجہ اور ذاتی محنت کے بغیر ناممکن تھا کہ وہ تھوڑی سی عمر مین اس قدر فضل و کمال حاصل کر لیتے، ایک پُر شوق، ذہین اور طباع بچے سے اساتذہ کو دلی ہمدردی کا ہو جانا اور اسکی تعلیم مین گہری دلچسپی لینا ایک ایسی بین بات ہے جو کسی دلیل کی محتاج نہین، یہی وجہ تھی کہ خود بخود قدرتی طور پر اساتذہ ابن جوزیؒ پر مہربان ہو جاتے تھے خاص طور پر انکی تعلیم کی طرف توجہ کرتے، اور نہایت شفقت محنت اور دلدہی و دلچسپی سے انکی تعلیم و تربیت مین کوشش کرتے، شہر واسط مین ابن جوزیؒ نے علی بن باقلانی سے قرآن شریف روایت کے ساتھ پڑھا، ابو عبد اللہ خیاط اور عبد اللہ بن احمد مقری اور ابراہیم دینار نہروانی سے قرأت سیکھی، اور کتاب معرب اور ابو منصور جوالیقی کی دوسری کتابین خود ابو منصور سے پڑھین، اور ابوبکر دینوری وا حمد بن ابو المعالی حربی و حسن بن عبد اللہ نصر کردی وغیرہ سے پڑھا، اور احمد بن حنبل کی کتابین محمد بن ناصر سے اور مناقب احمد بن حنبل و جامع ترمذی مختصر ملک بن عبد اللہ بن ابی سہل سے اور کتاب نے میہ الغیہ ابراہیم حربی کو ابو الفضل بن ناصر کی قرأت سے فاطمہ بنت حسین بن حسن فضلو یا رازی سے سنا، چونکہ خداداد ذکاوت و ذہانت اور عقل و فراست حاصل تھی، بہت جلد ترقی کی، معقول و منقول مین اچھی مہارت پیدا کی، اور علوم دینیہ و اسلامیہ مین اچھی دستگاہ حاصل کی، صرف کسی ایک شخص سے علم حاصل نہین کیا بلکہ مشاہیر علمائے وقت سے تحصیلِ علم فرما کر صاحب کمال اور عالم بے مثال ہو گئے،

اساتذہ علامہ ابن جوزی نے مشائخ مین ستاسی اشخاص کا ذکر کیا ہے جنمین سے ایک ایک فرد علامۂ زمان اور محققِ دوران تھا، اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ایسے باکمال اساتذہ کا شاگرد کیسا جامع الکمال ہو سکتا ہے،

مشہور اساتذہ یہ ہیں:-

ابن الحصین، قاضی ابو بکر انصاری، ابو بکر مزرقی، ابو القاسم حریری، علی بن عبدالواحد دینوری، ابو السعادات موکلی، ابو غالب بن بنا، اور ان کے بھائی یحییٰ، ابو عبداللہ بارع، ابو الحسن علی بن احد موحد، ابو غالب ماوردی، ابو الحسن بن فاعونی، ابو منصور خیرون، ابو القاسم سمرقندی، عبدالوہاب انماطی، عبدالملک کروخی، ابو القاسم عبداللہ بن محمد اصبہانی خطیب اصبہان، ابو سعید مروزی، ابو سعد بغدادی، یحییٰ بن طرح اسمٰعیل بن ابو صالح موذن ابو القاسم بن علی بن علوی ہروی واعظ ابو منصور قزاز، عبدالجبار بن ابراہیم بن عبدالوہاب بن مندہ،

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا ذہن اور حافظہ عطا کیا تھا کہ جو کچھ ایک دفعہ پڑھ لیتے یا سن لیتے تو وہ نقش برسنگ ہو جاتا، کم سنی ہی میں صرف و نحو اور ادب کے جملہ فنون حاصل کر لیے، اور اپنے اساتذہ کو اپنا گرویدہ کر لیا، اساتذہ ایسے لائق شاگرد اور ہونہار طالب علم پر فخر کیا کرتے تھے،

مسلمانوں میں اشاعتِ تعلیم اس زمانہ میں تعلیم کا چرچہ عام تھا، ادنیٰ سے ادنیٰ پیشہ والے بھی تعلیم سے محروم نہیں رہتے تھے، چنانچہ علامہ شبلی مرحوم لکھتے ہیں:-

"مسلمانوں میں اس زمانہ میں تعلیم بہت عام ہو گئی تھی، کوئی پیشہ والا اس سے محروم نہیں رہتا تھا، انھی پیشہ وروں میں ایسے ایسے صاحبِ کمال پیدا ہوئے جن کو ہم آج علامہ کے لقب سے پکارتے ہیں، امام ابو حنیفہ بزاز تھے، شمس الائمہ حلوائی تھے، امام ابو جعفر کفن دوز تھے، علامہ قفال مزوری قفل ساز تھے، وغیرہ وغیرہ، نوبت یہانتک پہنچی کہ تعلیم کی بدولت خود یہ پیشے ذلیل نہیں رہے تھے، بڑے بڑے علمائے دین یہ پیشے اختیار کرتے تھے اور انھی پیشوں کے انتساب سے ان کا نام لیا جاتا ہے"

علامہ مرحوم نے وغیرہ وغیرہ لکھکر اپنے قلم کو روک دیا اور اس فہرست میں اس عالم و فاضل کا نام نہیں شامل کیا جس کے علم و فضل کا ڈنکا تمام دنیا میں بج رہا تھا، اور دور دور سے شائقین ادب زانوے شاگردی تہ کرتے چلے آتے تھے، اور بادشاہان وقت مشتاق ہو ہو کر آپ کے پاس حاضر ہوا

کرتے تھے یعنی علامہ ابن جوزیؒ کے یہاں تانبے کی تجارت ہوتی تھی اسی واسطے بعض لوگوں نے "جوزی صفار" بھی لکھا ہے، مگر اس پیشے کا انتساب کسی طرح بھی ان کے لیے باعثِ ذلت نہیں، ان کی ہستی ان ظاہری انتسابات سے بالاتر و برتر تھی،

اس زمانہ میں علوم و فنون کی اس حیرت انگیز ترقی اور لوگوں کے علمی شغف کا بڑا سبب شاہانہ سرپرستی بھی تھا، جو عموماً لوگوں کے لیے تحریص و ترغیب کا باعث ہوا کرتی تھی، سید حسن برنی کیا خوب لکھتے ہیں کہ،

"مسلمان تاجداران اور امرائے اسلام خود صاحب قلم ہونا یا کم از کم اس لقب سے ملقب ہونا صاحبِ تاج و تیغ ہونے سے کم نہیں سمجھتے تھے، اور ان کی مدح و ستایش کے کلمات کی فہرست اس وقت تک بالکل نامکمل رہتی ہے، جب تک اس میں ان کی علم پروری اور ہنرمندی کے متعلق کافی الفاظ مدحیہ شامل نہ ہو جاتے، نظم و نثر کتاب و لوح، توقیع و فرمان، ہر جگہ دانش پژوہی ان کے نام کی زینت کے لیے طرۂ تاج متصور ہوتی تھی، اس سے ہمارا یہ منشا نہیں ہے کہ تمام سلاطینِ اسلام علم کے دیوانے تھے بلکہ بات صرف اتنی ہے کہ علم کی قدر و فضیلت کا تصور سوسائٹی (معاشرہ) کے ہر طبقہ میں جاگزیں تھا، اور بنا بریں مسلمانوں کا علمی شغف سیاسی حالت کا چنداں پابند نہ تھا، یا بالفاظ دیگر تحصیل علم کی جد و جہد کی فطرت ثانی نے مسلمانوں کے دل و دماغ پر ایسا تصرف حاصل کر لیا تھا کہ مدت مدید تک سخت سے سخت موانع بھی اس غرض و غایت کے حصول سے انھیں باز رکھنے میں، کامیاب ہو سکے اس کا بہترین ثبوت اس دور کی اسلامی تاریخ ہے، جس میں فضل و کمال کی ایسی تابناک، اور متعدد مثالیں موجود ہیں، جنکا ثانی کسی اور دور میں ملنا ناممکن ہے، یہ واقعہ ہے کہ خاص طبقۂ علماء سے گذر کر فضل و کمال کی شیفتگی اسلامی دنیا کے لاتعداد حکمرانوں کے دل و دماغ پر قابض تھی، ان میں سے اکثر خود علم و فضل سے آراستہ تھے، اور ظاہر ہے کہ ان سے بڑھکر

فضلائے کمال کی قدر دانی اور کون کر سکتا تھا، قدرِ علوم اور غیرت اہل علم کی رغبت کی وجہ سے علما، و فضلائے طبقات ترقی علم میں جو جد وجہد کرتے تھے اس کا اندازہ محض تصور یا تخیلہ سے کرنا دشوار ہے،"

فضل وکمال ابن جوزیؒ روز بروز علوم و فنون میں ترقی کرتے گئے، خصوصاً وعظ گوئی میں وہ شہرت عام اور بقائے دوام حاصل کی کہ اس میدان میں ان کا کوئی ہمسر نہیں ہے، وعظ میں ان کی تقریر شستہ اور مؤثر ہوتی تھی، اشارات عمدہ، معنی لطیف، استعارات نفیس اور نکات باریک، آپ کے وعظ میں لوگوں پر ایک خاص کیفیت طاری ہوتی تھی، لوگوں کے قلوب اس مؤثر و مدلل، شیرین و دلپذیر تقریر سے سحر ہو جاتے تھے، لاکھوں کی تعداد میں آپ کے وعظ میں شریک ہو کر سعادت دارین حاصل کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی تقریر اور کلام میں اتنا زور اور رعب رکھا تھا کہ تقریر کے وقت کیا بادشاہ و اراکین اور کیا علما، و زہاد و سب کے سب حیران رہ جاتے اور کسی کو علامۂ موصوف کے مقابلہ کی جرأت نہ رہتی، مذکور ہے کہ آپ کے وعظوں کی نظیر نہ تو دیکھی گئی اور نہ سنی گئی،

وعظ صغر سنی ہی سے وعظ گوئی کی طرف طبیعت کا میلان تھا، بچپن ہی سے بڑے شوق سے مجالسِ وعظ میں شریک ہوا کرتے تھے، چنانچہ خود لکھتے ہیں:-

"۵۰۰ھ میں ابو القاسم علی بن یعلی حروی داخلِ بغداد ہوئے، میں اس زمانہ میں اس قدر کم سن تھا کہ مشکل سمجھنے کی اہلیت رکھتا تھا، جب مجھے انکی گود میں ڈالدیا تو اس نے مجھ پر بیحد مہربانی کی اور اپنا کپڑا مجھے اڑھا دیا، اور وعظ و تلقین کیا، میں نے اس سن میں بھی اسے یاد کر لیا، اس اثنا میں وہ اسی شہر میں رہے اور ایک دفعہ مجلسِ وعظ منعقد کی جس میں پچاس ہزار آدمی شریک تھے، اور اس مجمع میں مجھے بھی بلا لیا اور منبر پر بٹھا کر وعظ کہنے کی فرمایش کی، جو کچھ جانتا تھا میں نے بیان کر دیا، اور لوگوں نے تعریف کی:"

ابن جوزیؒ مدت تک ابو الحسن زاعونی کے وعظ میں شریک ہو کر دقائق

خطابت اور نکاتِ وعظ سیکھتے رہے، تاریخ منتظم میں لکھا ہے کہ "ابو الحسن زاعونی سے ملنے کی صورت اس طرح پیش آئی کہ ایک روز وہ جامعہ منصور میں نماز سے پہلے افادات و تدریس کے لیے بیٹھے ہوئے تھے اور فریضۂ وعظ ادا کر رہے تھے، کیونکہ وہ شنبہ کے دن باب بصرہ میں معروف کرخی کی قبر کے پاس بیٹھا (؟) یا کافیہ پڑھایا کرتے تھے، وہیں پر میرا گذر ہوا اور رفتہ رفتہ تعلقات گہرے ہوتے گئے"؛

"۵۲۷ھ میں ابو الحسن نے سرائے فانی سے رحلت کی، وہاں کے علما، و فضلا کے اتفاق سے ابو علی رازانی کو ان کی جگہ دی گئی، تاکہ وہ اس کے رسوم کی افادات کرے گو اس زمانہ میں میں بہت چھوٹا تھا تاہم باوجود اس کے بعض بزرگ مجھکو اس عہدے کے لائق سمجھتے تھے"

"میں نے چند روز وزیر شرف الدین انوشروان بن خالد کاشانی کی مجلس میں بھی شرکت کی ہے، فضل بن مشبعی نے میرے وعظ سنکر تعریف کی، اور اجازت دی کہ میں جامعہ منصور میں وعظ کہا کروں، پہلے دن میری مجلس اکابر و فقہا کی حد تک تھی، اور جب میں باب بصرہ نہر معلی کے پاس حضرت معروف کی قبر پر وعظ کہتا رہا تھا، اس میں ہزاروں آدمیوں نے شرکت کی"-

مسترشد و راشد و مقتفی، مستنجد، مستضی، اور الناصر دین اللہ خلفائے عباسیہ کا زمانہ پایا تھا، لیکن المسترشد باللہ، الراشد باللہ اور المقتفی بامر اللہ کے عہدِ خلافت میں گوشۂ گمنامی میں بسر کیا، لیکن جب المقتفی بامر اللہ کا انتقال ہو گیا، اور اس کے بیٹے المستنجد باللہ کو خلافت ملی اور اس نے تعزیت شروع کی اور رسم مقررہ کے لحاظ سے تین دن تک خود بھی بزم عزا میں بیٹھا رہا تاکہ اہل شہر رسم تعزیت. ادا کریں تو اس نے ابن جوزیؒ کو بھی بلوا بھیجا، جب وہ حاضر ہوئے تو خلیفہ نے بڑی تعظیم کی، بیٹھنے کے لیے کرسی دی اور وعظ کے لیے کہا، کہتے ہیں کہ تین دن تک میں نے عبرت آمیز اور نصیحت خیز باتیں کہیں، اور خلیفہ نے مراسمِ تعزیت انجام پانے کے بعد خلعت فاخرہ سے مفتخر کیا، اور جامعہ منصور میں وعظ کہنے کے لیے مقرر کیا، ۲۰ ربیع الثانی روز شنبہ کو مقام مقررہ پر حاضر ہو کر میں نے وعظ کہا، میرا وہ وعظ اتنا پر اثر ہوا کہ پہلے ہی دن میں پندرہ ہزار سے زیادہ آدمی وعظ

مین شریک ہونے لگے خود ابن جوزیؒ فرماتے ہین کہ اس زمانہ مین جب کہ ان کی وعظ گوئی کی شہرت ہر طرف پھیلی تو بدنوائی نے نفسانیت سے ایک جماعت قائم کی اور بدعت شروع کر دی، اور ابن جوزیؒ نے شرع کی حمایت مین ان لوگون سے مناظرہ کیا، اور علما، و فضلا، کے مواجہ مین ان کو شرمندہ کیا،

جب المستنجد نے انتقال کیا اور المستضی بنور اللہ خلیفہ ہوا، تو رسم مقررہ کی پابندی مین تین دن تک ماتم کرتا رہا، اور ابن جوزیؒ کو حکم دیا کہ وہ برسر منبر مواعظ شافعیہ سنایا کرین، جس دن مستضی نے اپنے باپ کو دفن کیا تمام علما کی خدمت مین ایک ایک جلد کلام اللہ کی روانہ کی، اور ایک جلد ابن جوزیؒ کے لیے بھی بھیجی جو نہایت خوشنما اور دیدہ زیب تھی،

منتظم مین مرقوم ہے کہ "۲۲ محرم الحرام سنہ ۵۶۸ھ مین بارگاہ خلافت مین عرض کیا گیا کہ خلیفہ کے اقبال سے دیار مصر مین سادات علویہ کے نام سکہ اور خطبہ سے نکال دیئے گئے ہین، اور خلیفہ کا نام بجائے ان کے شریک کیا گیا ہے، تو اس خبر کو سنکر ابو سعید بن ابی عصر کو خلعت فاخرہ مرحمت کیگئی اور حکم ہوا کہ باشندگان شہر اس خبر مسرت خیز کی خوشی مین شادی منائین، مین نے بھی اسی خوشی مین اپنی تالیف کتاب النصر علی مصر بارگاہ خلافت مین پیش کی اور انعام و اکرام پایا؛"

المستضی کو آپ کی لیاقت و قابلیت پر پورا اعتماد تھا، اور آپ کے فہم و ادراک اور معاملہ سلجھانے کی اہلیت کا یقین تھا، اختلافی کے مسائل مین آپ کو جو یدطولیٰ حاصل تھی اس کا دل سے قائل تھا، اور جانتا تھا کہ ایسے نازک مسائل کو نہایت عمدگی کیساتھ بحث کر کے اختتام کو پہنچانے مین آپ کو قدرت حاصل ہے، چنانچہ جب کبھی اختلافی مسائل مین بحث ہوتی تو ان کے دفعیہ کے لیے ابن جوزی ہی مقرر کئے جاتے تھے، اور وہ اپنی خداداد قابلیت کے ساتھ نہایت عمدگی سے معاملہ کو رفع کر دیتے تھے، اس خلیفہ کو آپ سے گہری عقیدت تھی، نہ صرف تعظیم و تکریم کے ساتھ پیش آتا تھا بلکہ ہر وقت آپ کی خدمت کیلئے مستعد اور تیار رہتا تھا، اسی نے آپ کی مالی امداد کی اور افکار روزگار و فکر کسب معاش سے آزاد کیا،

ماہ رمضان سنہ ۵۷۰ھ مین مفسدون کے ایک گروہ نے صحابہؓ کی توہین پر کمر باندھی اور تضحیک شروع کی، صاحب مخزن نے اس قصہ کو خلیفہ کے حضور مین پہنچایا، اور رائے دی کہ اس فساد کے رفع کرنے کے لئے ابن جوزیؒ کو مقرر کیا جائے، بنابرین خلیفہ نے حکم دیا کہ ابن جوزیؒ جس طرح چاہے فساد کا انسداد کر سکتا ہے، ابن جوزیؒ کہتے ہین کہ "مین نے خلیفہ کا حکم پاکر برسر منبر کہا کہ مفسدون نے جو مغلظات خلفاے راشدینؓ کی شان مین کہے تھے وہ خلیفہ کے گوش گذار ہوئے ہین، اور خلیفہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ مین جو چاہون سزا دون، پس مین اعلان کرتا ہون کہ ہر شخص خواہ وہ عوام سے ہو یا خواص سے اگر آئندہ ایسی بدکلامی کرے گا تو اسکو سزا دیجائے گی، اس کا اعلان کرنا تھا کہ فساد رفع ہو گیا، اور مفسدین کی زبان بند ہو گئی؛"

مواعظ مین جرأت

ابن جوزی لکھتے ہین کہ "روز پنجشنبہ ۹ رجب سنہ ۵۷۴ھ کو المستضی اپنے محل مین وعظ سننے کے لیے بیٹھا اور مین نے منبر پر بیٹھکر وعظ کہنا شروع کیا، خلیفہ میری طرف دیکھتا اور میری باتین سنتا رہا جیسی باتین مین نے اس دن کہین پھر آج تک کبھی نہین کہین، اثناے وعظ مین مین نے داستان رشید و شیبان کو مناسب سمجھکر شروع کیا، اور کہا کہ ہارون رشید نے شیبان کو جو علما مین سے تھا کہا کہ تو نصیحت کر، اس نے کہا "یا امیر المومنین! جو کہ دنیا مین ڈرتا رہا وہ آخرت مین محفوظ رہا، یہ اس سے بہتر ہے کہ تو دنیا مین خوش رہے اور آخرت مین مخوف" اور کہا کہ "خداے تعالیٰ سے ڈرا کر تاکہ تجھے قیامت مین نہ ڈرنا پڑے اور خدا تجھ سے تیری رعایا کی مواخذات نہ کرے، اور اگر چاہتا ہے کہ تیرے اعمال میزان عدل مین پورے اترین، تو پھر یہ بہتر ہے کہ کسی سے جھوٹ کہنے کے بدلے خوش و خرم رکھ تاکہ تو رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) اور آپکے اہل بیت کا گنہگار نہ ہو"، رشید یہ کلمات سنکر اس قدر رویا کہ حاضرین پر رقت طاری ہو گئی"، ابن جوزیؒ آگے بیان کرتے ہین کہ جب مین المستضی کی طرف متوجہ ہوا تو کہا یا امیر المومنین! اگر مین عبرت آموز نصائح کہون تو ڈرتا ہون کہ خلیفہ پریشان ہو جائین اور اگر خاموش ہون تو ڈرتا ہون کہ خلیفہ مشکوک نہ رہین، پس مین ان دونون باتون کو لحوظ رکھکر حق نصیحت ادا کرتا ہون، یہ کہکر مین نے بہت سی نصیحتین کین اور منبر سے اترکر گھر کی راہ لی۔

علامہ ذہبی لکھتے ہین کہ ابن جوزیؒ نے لکھا ہے کہ "یوم عاشور، کو باب البدر مین منظرہ کے نیچے درگاہِ خلافت مین حاضر ہو کر وعظ کہہ رہا تھا، اس وقت مین نے کہا "یا امیر المومنین! خداوند عزاسمہ غنی بالذات ہے، اور تیرا محتاج نہین ہے، اس نے تجھے خوش کیا ہے، اور نعمت دنیوی سے سرفراز کیا ہے، بہتر یہ ہے کہ تو بھی سراپا احتیاج بن اور ہر چیز مین نیازمندی اور اسکی رضا کو ہاتھ سے جانے نہ دے، اس نعمت کی قدر کر اور اپنے ابنائے جنس سے زیادہ شکر کر" میرا بیان امیر المومنین کے لیے بیحد مؤثر ثابت ہوا، اور اس نے مجلس سے اٹھکر فقرا و مساکین کو صدقات تقسیم کئے اور محبوسین کو رہا کر دیا"

امام یافعی کا بیان ہے کہ جب خلیفہ مستضئ بالله نے محاسب کا حساب دیکھکر بہت غضبناک ہوا اور اس کو قید کرنے کا حکم دیا، اور وہ شخصِ معتوب دار السلام سے فرار ہو کر روپوش ہوگیا، ہر چند المستضئ نے تلاش کرایا مگر پتہ نہ لگا، اس خبر کے سننے سے خلیفہ اور زیادہ غصہ ہو کر حکم دیا کہ اس کے بھائی کو پکڑ کر اس سے روپے وصول کر لیے جائین، وہ شخص جو اس کا بھائی تھا ابن جوزیؒ کے پاس آیا اور تمام ماجرا کہہ سنایا، ابن جوزیؒ نے کہا جب مجلسِ وعظ منعقد ہو تو حاضر ہو، اور وعظ کے اختتام پر مجھے متوجہ کر، اس وقت مین کچھ کہون گا، ممکن ہے کہ خلیفہ پر کچھ اثر ہو اور تجھے درگذر کرے، جب ابن جوزیؒ نے وعظ ختم کیا، تو اس شخص نے اٹھکر فریاد کی، ابن جوزیؒ نے اس کو دیکھکر کہنا شروع کیا، کہ کسی پر ظلم جائز نہین ہے جو کچھ اس سے وصول کیا گیا ہے واپس کیا جانا چاہیے، اور خلیفہ کو چاہیے کہ جس قدر مال و دولت اس سے وصول کیگئی ہے اس کو واپس کرنے کا حکم دے اور یہ ابیات سنائے ؎

قفی ثم اخبرینی یا سعاد	بذنب الطرف لم یلقی الفواد
وای قضیة حکمت اذا ما	جنیٰ زید به عمرو یقاد
یعاد حدیثکم فیزید حسناً	وقد یستحسن الشیء المعاد

"اے سعاد ٹھہر اور مجھے بتا کہ آنکھ کے جرم پر دل کیون صدمہ اٹھائے، اور کون فیصلہ درست کریگا اگر زید کے

جرم کا عمرو سے قصاص لیا جائے، حدیث درست اگرچہ مکرر کیون نہ بیان ہو عاشق کے لیے عمدہ چیز ہے"

مواعظ کا اثر

بہر حال اس دریائے علم و فضل سے ہزارون متمتع ہوئے، وعظ گوئی مین وہ قبولیت عام حاصل تھی کہ آپ کے پوتے ابو المظفر لکھتے ہین کہ کم سے کم آپ کے وعظ مین دس ہزار آدمی شریک ہوتے تھے، بسا اوقات ایک ایک لاکھ آدمی بھی حاضر ہوئے ہین، "اللہ کی طرف سے لوگون کے دلون مین آپ کی قبولیت اور ہیبت پڑی ہوئی تھی، آپ کو دنیا سے رغبت نہ تھی اور اس خرابات سے بہت کم تعلق تھا، اور مین نے آپ کو آخری عمر مین فرماتے سنا ہے کہ مین نے اپنی ان دو انگلیون سے ایک ہزار جلدین لکھی ہین، اور میرے ہاتھ پر ایک لاکھ آدمیون نے توبہ کی اور بیس ہزار یہود و نصاریٰ مسلمان ہوئے، وہ ہفتہ وار قرآن شریف ختم کرتے تھے،

آپ کے وعظ سے لوگون کو بہت نفع پہنچا، غافل نصیحت حاصل کرتے تھے، جاہل علم کی باتین سیکھتے تھے، گنہگار توبہ کرتے تھے، مشرک اور غیر مذاہب کے لوگ مسلمان ہوتے تھے، بہرکیف ایک عالم اس ہستی فیضان سے مستفید ہوا، آپ کبھی وعظ مین پند و نصائح سنایا کرتے تھے، عمل صالح اور ادائے فرائض کی تلقین کیا کرتے تھے، اور توبہ و استغفار و زہد و تقویٰ کی رغبت دلاتے تھے، ابن خلکان لکھتا ہے کہ علامہ ابن جوزیؒ اس قدر محتاط و پرہیزگار سنجیدہ اور متین تھے کہ کبھی کوئی مشتبہ چیز نہین کھائی، لغویات و خرافات سے ہمیشہ اجتناب کرتے، لہو و لعب سے طبعی نفرت تھی، کبھی بچون کے ساتھ کھیل کود مین شریک ہو کر وقت ضایع نہین کیا، بلکہ صغر سنی ہی سے انھون نے تعلیم کی طرف کامل توجہ کی، ہمیشہ اپنے پیش نظر ایک مقصد رکھا اور اس کے حصول مین سعی بلیغ کرتے رہے

مکان سے جامع مسجد کو جمعہ اور وعظ کے لیے جایا کرتے تھے، ابن قادسی نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ شیخ رات کو نماز پڑھا کرتے تھے، اور دن کو روزہ رکھا کرتے تھے، اور کام کاج کرتے رہتے تھے، رات کی ظلمت و تاریکی مین لوگون سے ملتے، عزیز و اقارب اور دوست احباب کے ہان ملاقات کے لیے جاتے اور ذکر الٰہی سے کبھی تھکتے نہ تھے"

جامعیت

آپ کا علمی مرتبہ اور فضل و کمال بہت بڑھا ہوا تھا، ان فضائل کے علاوہ وظائف اور عبادات کے

بھی بیحد پابند تھے، وقت کی قدر کا اتنا احساس تھا کہ ایک لمحہ بھی ضائع کرنا گوارا نہ تھا، بلکہ بعض لوگون کے قول کے مطابق دن مین ایک جزو تصنیف کر لیا کرتے تھے، اور ہر سال کی آپ کی تصنیفات مین پچاس سے ساٹھ جلدون کا اضافہ ہوتا رہتا تھا، آپ کو مختلف علوم و فنون مین مہارت تامہ حاصل تھی، مسلمانون کی گذشتہ علمی تاریخ پر عبور حاصل کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ علماے اسلام مین بیشمار ایسے فضلا گذرے ہین جو ندا قہاے گوناگون کی جامعیت اور ہمہ گیری کا ادعا بھی کر سکتے تھے، وجہ یہ ہے کہ ازمنۂ گذشتہ مین مختلف علوم و فنون مین دستگاہ حاصل کرنا اس وقت کے علمار کا مقصد اعظم ہوا کرتا تھا، گہرا مطالعہ اس نتیجہ پر پہنچائیگا کہ جلیل القدر علماے اسلام عام طور پر تفسیر و حدیث، مواعظ و تاریخ، اسمار الرجال اور فقہ، مناظرہ اور تنقید، جغرافیہ اور طب مین یکسان علمی استطاعت رکھتے تھے، چنانچہ ان مختلف علوم مین ان کی تصنیفات ملتی ہین، علامہ ابن جوزیؒ کے حالاتِ زندگی بھی یہ ظاہر کرتے ہین کہ وہ ان زمرۂ متبحرین مین داخل ہین جنھین مختلف علوم و فنون مین کمال حاصل تھا، ان کی تصنیفات اور حالاتِ زندگی پر غور کرنیکے بعد یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وہ ایک اعجوبۂ دہر فرد تھے، ان کے عجیب و غریب مذاق کی رنگا رنگی، جامعیت اور جودت ہمیشہ انسانی فطرت ذہنی ترتیب اور علمی قابلیت کی ایک مخصوص حیرت انگیز مثال سمجھی جائے گی،

شاعری | باوجود مختلف علوم مین ید طولیٰ رکھنے کے شعر گوئی و سحر طرازی مین مہارت تامہ حاصل تھی، مبدأ فیاض سے ذوق سلیم اور پاکیزہ مذاق عطا ہوا تھا، آپ کا کلام پاکیزہ، پر درد و پر تاثیر ہوا کرتا تھا، اندازِ کلام دل نشین اور زبان صاف و شستہ ہوتی تھی، سخن فہم بھی تھے اور سخن سنج بھی، اپنا کلام سناتے تھے تو پاکیزہ اور غیرون کا نقل کرتے تھے تو شایستہ، ابن خلکان لکھتے ہین کہ ابن جوزیؒ کو فن شعر سے بہت ذوق تھا، اور ان کے اشعار بہت عمدہ ہوتے تھے، حسب ذیل رباعی مین جس خوبی سے مطلب ادا کیا ہے وہ قابل داد ہے، ملاحظہ ہو ؎

اذا قنعتُ بمیسورٍ من القوت ❊ صبحت فی الناس حرًا غیر ممقوت

یا قوت یومی اذا ادرک خلفت لی (۹) ❊ فلست اسیٰ علی درّ و یاقوت

"جب کہ مین رزق مقسوم پر قانع ہو جاؤن گا تو ہر وقت مردِ آزاد ہون گا تا کہ کسی کی نظر مین حقیر و ناپسندیدہ نہ رہون اور اے میرے یکدن کی قوت جس وقت تک تیرے پستان میری غذا سے پر رہین گے مجھے در اور یاقوت کی حاجت نہ رہے گی، اور ان کے فقدان پر غمگین نہ ہونگا"

مندرجۂ ذیل اشعار بھی جو عراقیون کی تعریض مین کہے گئے تھے، ؎

عذیری من فتیة بالعراق ❊ قلوبهم بالجفا قلب

یرون العجیب کلام الغریب ❊ وقول القریب فلا یعجب

میازیبهم ان تندت بخیر ❊ الی غیر جیرانهم تقلب

وعذرهم عند توبیخهم ❊ مغنیة الحی لا تطرب

"عراق کے چند نوجوانون سے میرا عذر ہے، جنکے دل جفا کی وجہ سے بدلے ہوتے ہین وہ دور والے کے کلام کو تو پسند کرتے ہین، مگر نزدیک والے کے کلام کو پسند نہین کرتے، اون کی سرزنش کے وقت انکا عذر یہ ہو کہ قبیلہ کی مغنیہ اپنے قبیلہ کے مردون کو وجد مین نہین لا سکتی"

فتنہ اور ابتلا | خلیفہ عوام کی شرارت اور فتنہ پردازون کی مفسدی کی وجہ سے ان لوگون کے بہکانے مین آگیا، اور اس نے علامہ ابن جوزیؒ سے ایک سوال کیا، سوال کی نوعیت کیا تھی اس کی نسبت مصنفین مین اختلاف ہے، تاہم سب اس امر پر متفق ہین کہ خلیفہ ان سے ناراض ہو گیا، علامہ کو ایک سخت آزمایش پیش آئی جو ان کے لیے مصیبت و تکلیف کا پیام لائی، مخالفین کو ان کی اہانت اور ہجو کرنے کا موقعہ ملا، اسی پر بس نہین کیا، بلکہ ان کا گھر تک قرق کرا لیا، اور اہل و عیال کو پریشان حال کر دیا، چنانچہ امام یافعی اس واقعہ کو مرآۃ الجنان مین لکھتے ہین کہ علامہ ابن جوزیؒ ایک کشتی مین بٹھا کر شہر واسط بھیجدیے گئے جہان وہ ایک تنہا گھر مین محبوس کر دیے گئے، وہان وہ خود اپنے ہاتھ سے کپڑے دھو کر اور اپنے ہاتھ سے کھانا پکا کر زندگی بسر

کرتے رہے" اور پانچ برس قید مشقت کی سزا بھگت کر ۵۹۵ھ مین آزاد ہوئے"

آگے چلکر امام یافعی قید کے جانے کے اسباب کے متعلق یون لکھتے ہین کہ "اس کی وجہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ آپنے شیخ عبدالقادر جیلانی کی عزت سے انکار کیا تھا" صاحب کمال التواریخ لکھتا ہے کہ "ابن جوزی کا طریقہ تھا کہ وہ مشائخ اور اکابر پر طعن و تشنیع کرتے رہتے تھے اور علماء و فضلا کو اپنی زبان تشنیعی سے آزردہ کیا کرتے، انہی وجوہ کی بنا پر متعدد مرتبہ پریشان اور قید ہو چکے ہین"

آگے ہم دکھائین گے کہ علامہ ابن جوزی نے جہان تک کہ عزت و احترام کرنا چاہیے تھا اس حد تک بزرگان دین کی قدر و منزلت کی، خصوصاً جب ہم اس امر کو پیش نظر رکھین کہ حضرت عبدالقادر جیلانی آپکے ہمعصر تھے، ممکن ہے کہ کچھ چشمک ہو گئی ہو اس لیے کہ علامہ جوزی کی یہ عادت تھی کہ جب وہ دیکھتے کہ کسی شخص سے کوئی فعل احکام دین اور سنت نبوی کے خلاف ہوا ہے تو آپ اس پر اعتراض کرتے اور اپنی راسخ الاعتقادی کا ثبوت دیتے اسی واسطے گروہ محدثین نے آپ کو متشدد لکھا ہے، جب کبھی ایسا بھی کوئی فعل خلاف احکام خداوندی و ارشادات نبوی دیکھ لیتے تو عنان ضبط و قرار آپکے ہاتھ سے چھوٹ جاتی اور آپ نص قرآنی کا حوالہ دیتے ہوئے اس پر سختی کے ساتھ اعتراض کرتے، ذیل مین ہم جو اشعار درج کر رہے ہین اس کے متعلق ابو شامہ کا یہ خیال ہے کہ وہ اسی عالم قید اور زمانۂ تکلیف مین کہے گئے ہین اسلیے کہ اس کے معنی اس امر پر دلالت کرتے ہین ؎

اللہ اسئال ان یطول مدتی	و انال بالانعام ما فی نیتی
لی ھمۃ فی العلم ما من مثلھا	وھی التی جنت النحول ھی التی
خلقت من العلق العظیم الی المنی	دعیت الی نیل المکارم لیبت
کم کان لی من مجلس لو شبھت	حالاتہ لتشبھت با لجنۃ
اشتاتہ لما مضت ایامہ	علام تعذر ناقۃ ام جنت

ام ھل سیلات یجمع عن دۃ	اھل الی وادی بنی من نظرۃ
قد کان احلی من تصارف الصبا	ومن الحمام مغنیا فی الایکۃ
فیھا البدیعات التی ما نا لھا	خلق بغیر مخمر و مبیت
برجاحۃ و فصاحۃ و ملاحۃ	یقضی لھا عدنان بالعربیۃ
و بلاغۃ و براعۃ و یراعۃ	ظن النباتی انھا لم تنبت
و اشارۃ تبکی الجنید و صحبۃ	فی رقۃ ما تا لھا ذو الرمۃ

"مین خدا سے التجا کرتا ہون کہ وہ میری عمر دراز کرے اور یہ کہ مین نعمتین حاصل کرون جو میرے دل مین ہین، علم کے بارہ مین میری ہمت ایسی ہے کہ اس کی نظیر نہین ہو سکتی، یہی ہمت ہے جس سے لاغری حاصل ہوتی ہے جو عمدہ ترین آرزوون کے حاصل کرنے کے لیے پیدا کیگئی ہے اور بہترین مطالب کو حاصل کرنے کیلیے بلائی گئی ہو اور اسنے قبول کیا میری بہت سی ایسی مجلسین ہین کہ اگر ان کے حالات کی تشبیہ دیجائے تو جنت سے تشبیہ دیجا سکتی ہے، جب ان مجلسون کا زمانہ گذر گیا تو مین دوبارہ ان کی آرزو کرتا ہون، (ملنے سے نا امیدی ہو جاتی ہے) کیا دوبارہ پھر وہ راتین لوٹ سکتی ہین یا آرزو کی وادی کو پھر دیکھ سکتے ہین، وہ زمانہ ٹھنڈی ہواؤن کے چلنے اور درخت پر بیٹھ کر گانے سے زیادہ شیرین تھا، ان راتون مین ایسی نادر چیزین تھین جس کو بعض مخلوق بغیر شراب خانے اور شبستان کے نہین پا سکتی، ان مین متانت عقل تھی اور فصاحت تھی اور ملاحت تھی، جن کی عربیت کا فیصلہ عدنان کرتا ہے، اور بلاغت تھی اور فضیلت تھی اور ایسا قلم تھا جس کے متعلق نباتی گمان کرتا ہے کہ ایسا پیدا نہین ہوا، ان راتون مین اشارہ تھا جو جنید کو بھی رلا دیتا اور ایسی صحبت تھی جس مین وہ لطافت تھی جسکو ذوالرمہ نے نہین کہا؟

آپ کے بہت سے اشعار نہایت لطیف اور جذبات عالیہ سے معمور ہین طبیعت سلیم نے اس میدان مین بھی وہ گل کھلائے ہین کہ شاعری ان پر وجد کرتی ہے، ابو شامہ کا بیان ہے کہ قیل انہا عشر مجلدات، یعنی آپکے اشعار دس جلدون مین تھے اور آپ نے ہمین یہ اشعار پڑھکر سنائے ہے

سلام علی الدار التی لا تزورها ۔۔۔ علی ان هذا القلب فیها اسیرها

اذا ما ذکرنا طیب ایامنا بها ۔۔۔ توقد فی نفسی الذکور سعیرها

رحلنا ففی سر الفؤاد ضمائر ۔۔۔ اذا هب نجدی الصبا یستثیرها

محت بعد کم تلك العیون دموعها ۔۔۔ فهل من عیون بعدها نستعیرها

اتنسی ریاض الروض بعد فراقها ۔۔۔ وقد اخذ المیثاق منك غدیرها

یجدد لامر الشمال وتا رة ۔۔۔ یخار له کرالصبا ومرورها

الا هل الی شم الخزامی وعرعر ۔۔۔ وشیح بوادی لا اثل ارض نزورها

الا ایها الرکب العراقی بلغوا ۔۔۔ رسالة محزون جرت سطورها

اذا کتبت انفاسه بعض وجدها ۔۔۔ علی صفحة الذکری محاه زفیرها

ترفق رفیقی هل بدت نار ارضهم ۔۔۔ ام الوجد یذکی نارها وثیرها

اعد ذکرهم فهی الشفاء وربما ۔۔۔ شفی النفس امر ثم عاد یضیرها

الا این ازمان الوصال التی خلت ۔۔۔ وحلت خلت خلت وحال مریرها

سقی الله ایاما مضت ولیالیا ۔۔۔ تضوع ریاها وفاح عبیرها[1]

"اس گھر پر سلام ہو جس سے میرا یہ دل باوجودیکہ وہ اس مین قید ہے پھر بھی اس سے نہین ملتا جب ہم خوشگوار ایام کو اس گھر مین یاد کرتے ہین تو ہمارے دل مین ایک آگ بھڑک اٹھتی ہے ہم اس گھر سے کوچ کر گئے ور آنحا لیکہ ہمارے دل کے بھید چھپے ہوئے تھے، جب دونون طرف سے نجد کی ہوا چلتی ہے تو اس کو بھڑکاتی ہے، تمہارے بعد ان آنکھون نے اپنے آنسو ختم کر دیے، پھر اس کے بعد کیا ایسی آنکھین ہین جن سے ہم آنسوون کو مستعار لین، کیا تو بھول جائیگا باغون کی سرسبزی کو ان سے چھوٹنے کے بعد حالانکہ تجھ سے ان باغون کی نہر نے وعدہ لیا ہے، اس نہر کو کبھی تو شمالی ہوا گذر کر اسکو بیدار کر دیتی ہے اور کبھی ٹھنڈی ہواؤن کا دوبارہ چلنا اس سے غزل خوانی کرتا ہے، کیا وادی اثل مین کوئی ایسی زمین ہے جسکی ہم زیارت کرین اور وہان خزامی، عرعر، اور شیح کو سونگھ سکین، اے عراقی سوارو وہان پہنچا دو ایک ایسے غمگین آدمی کے خط کو جسکو سطرون نے گھیر لیا ہے، ایسا شخص کہ جس کی ٹھنڈی سانس جب اپنے سوز غم کے بعض حصہ کو یاد کے صفحہ پر لکھتی ہے تو اس کے آنسو اسکو مٹا دیتے ہین، اے میرے ساتھی میرے ساتھ نرمی کر کیا ان کی زمین کی آگ ظاہر ہوئی ہے یا سوز محبت نے اس کی آگ کو روشن کر کے بھڑکا دیا ہے، تو ان لوگون کا تذکرہ دوبارہ کرا سلیئے کہ وہ شفا ہے اور اکثر کوئی چیز نفس کو شفا دیتی ہے اور دوبارہ اس کو نقصان پہنچاتی ہے، ہان وصال کے وہ ایام کہان ہین جو گذر گئے اور ختم ہو گئے اور بالکل ختم ہو گئے اور ان کی سختی بھی ختم ہو گئی، خدا ان دنون اور راتون کو سیراب کرے جنکی خوشبو پھوٹی اور پھیلی۔

وعظ مین شاندار عبارت، بہترین اشارے، لطیف مطالب، نازک استعارے استعمال فرماتے تھے، اور آپ تمام لوگون مین بلحاظ طرز گفتگو کے بہترین اور بہ اعتبار بندش کے کامل اور زبان و بیان کے نہایت دلپذیر اور شیرین زبان تھے، جب وعظ بیان کرتے تو بہت سے اہل مناظرہ، محدثین، حفاظ اور فقہا شریک رہتے تھے، اور گلزار معنی کا یہ باغبان ایجاد و اختراع کے چمن مین وہ عجیب عجیب پودے لگاتا اور نئے نکہت بیز پھول کھلاتا تھا کہ جنکے نسیم عطر بیز سے لوگون کے دماغ معطر ہو جاتے، مقفی وعظ گوئی مین تو آپ کو ید طولی حاصل تھا، اگر آپ املا کرتے تو اس مین زور ہوتا اور اگر روایت کرتے تو بہترین، وعظ

[1] معارف: ان اشعار مین سے بعض کی تصحیح نہ ہو سکی،

معارف: - عربی پھولون کے نام،

مین آپ لوگون کے دلون پر قبضہ اور قلوب کو مسخر کر لیتے تھے، حاضر جوابی اور بدیہہ گوئی مین اپنی آپ نظیر تھے حاضر جوابی کا یہ عالم تھا کہ بلا تردد اور بے پس و پیش، بے ساختہ ہر سوال کا معقول اور دندان شکن جواب دیا کرتے تھے، ارباب سیر و تواریخ نے لکھا ہے کہ ابن جوزیؒ منبر پر ہر ایک سوال کا جواب نہایت ہی سہولت سے اور بہت عمدہ اشعار اور حکایتون مین دیا کرتے تھے، مجلس وعظ کیان نادر مشہور اور بہترین جوابات مین سے ایک وہ ہے جس کو علامہ یافعی نے اپنی تاریخ مین اس طرح بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ شہر بغداد مین حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کی فضیلت کے بارہ مین سنی اور شیعہ مین جھگڑا ہوا، اور نوبت جنگ وجدال تک پہنچی، آخر کار دونون فریق اس بات پر راضی ہوے کہ ابن جوزیؒ جب وعظ کہ رہے ہون اس وقت ان سے استفسار کیا جائے اور وہ جو فیصلہ کرین اسے فریقین منظور کرلین، دونون فرقے کے لوگ آپکے پاس گئے آپ وعظ کہ رہے تھے، آپ سے لوگون نے پوچھا من افضل الصحابۃ یعنی بہترین صحابی کون ہین جب آپ نے دیکھا کہ فریقین کے تیور بدلے ہوئے ہین اور ہر فریق اپنے موافق فیصلہ چاہتا ہے اگر علانیہ کسی ایک فریق کے موافق فیصلہ ہوا تو کشت وخون اور نقض امن کا ڈر ہے، اس واسطے تحفظ امن عامہ کا خیال کرتے ہوئے اس عمدگی کے ساتھ اپنا فیصلہ سنایا کہ دونون فریق خوش ہو گئے اور عندیہ بھی صاف طور پر ظاہر ہونے نہ دیا، یعنی آپ نے جواب دیا۔ "الذی کانت بنتہ فی بیتہ" یعنی بہترین صحابی وہ ہین کہ انکی بیٹی اسکے بیاہ دیگئی ہو، یہ کہکر آپ فوراً منبر سے اتر پڑے تاکہ اس معاملہ مین زیادہ گفتگو نہ ہو، اہل سنت نے کہا کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ ہین کیونکہ آپ کی صاحبزادی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہراتؓ سے تھین اور اہل تشیع نے خیال کیا کہ اس سے حضرت علیؓ مقصود ہین کیونکہ جگر گوشۂ رسول مقبول صلعم حضرت فاطمۃ الزہراؓ آپ کی عزیز بیوی تھین،

حقیقت مین یہ جواب نہایت لطیف جوابون مین شمار کیا جاسکتا ہے، اور اگر اس پر کامل غور اور دقت نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ جواب بدیہی ہونے کے علاوہ نہایت مناسب اور بہتر تھا، اس واقعہ سے ایک تو یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ لوگون مین آپ کی بے حد وقعت تھی، اور ایسے اختلافی مسائل مین آپکے فیصلہ کو اس درجہ اہمیت دی گئی کہ فریقین نے اس کو بخوشی قبول کیا، اور اس کے علاوہ آپ کی عقل رسا اور قوت بدیہہ گوئی کا بھی اندازہ ہوسکتا ہے،

اسی مذکورۂ بالا دلچسپ واقعہ علامہ سیوطی نے اس طرح نقل کیا ہے، وہ لکھتے ہین کہ ایکدن ناصر الدین خلیفہ عباسی نے جس کی طبیعت کا میلان آبا و اجداد کے خلاف عقائد امامیہ کی طرف تھا، دریافت کیا، "من افضل الناس بعد رسول اللہ صلعم" ابن جوزیؒ نے جواب دیا "الذی کانت بنتہ فی بیتہ"

محدث نیشاپوری کا بیان ہے کہ کسی نے اعداد ائمہ دریافت کئے، ابن جوزیؒ نے کہا، "اربعۃ اربعۃ اربعۃ"، کبھی کبھی طبیعت موزون ہونے پر کلمۂ ظرافت بھی کہدیا کرتے تھے جو بجائے خود نہایت پر لطف اور کیف انگیز ہوتا، جس سے آپ کی طبیعت کی روانی اور جذبات کی فراوانی اور قوت تصویر کشی ظاہر ہوتی ہے،

زہر الربیع مین لکھا ہے کہ ابن جوزیؒ کی بیوی بہت حسین تھین جنکا نام نسیم الصبا تھا، کچھ خانگی نزاع کی وجہ سے دونون مین اختلاف ہوگیا اور طلاق تک نوبت پہنچی، جب طلاق ہوگئی اور اس کو ایک مدت گذر گئی تو پریشانی نے آگھیرا، اتفاقاً ایک دن ابن جوزیؒ کے وعظ مین نسیم الصبا آکر بیٹھ گئی، اور ان کے اور نسیم کے درمیان ایک بہت ہی موٹی عورت حائل تھی جسکی وجہ سے ابن جوزیؒ نسیم الصبا کو دیکھ نہین سکتے تھے، دیکھئے اس شعر مین کس عمدگی سے اپنا مدعا ظاہر کیا ہے، ؎

ایا جبلی نعمان باللہ خلیا نسیم الصبا یخلص الی نسیمھا

"اے کوہ نعمان تجھے خدا کی قسم ہے تو بیچ سے ہٹ جا تاکہ نسیم اپنی خوشبو کی لپٹ میری طرف بھیج سکے"

منقول ہے کہ ایک روز ابن جوزیؒ وعظ کر رہے تھے کہ ایک شخص نے آکر کہا "ایہا الشیخ! یہان ایک عورت بذا را لا تبہ[1] مین گرفتار ہے مین کس طرح اس سے مل سکتا ہون؟" ابن جوزی نے اسی وقت یہ شعر پڑھا ؎

یقولون لیلی بالعراق مریضۃ فیا لیتنی کنت طبیبا مداویا

آپ اکثر وعظ مین شیرین الفاظ بھی استعمال کرتے تھے، ایک دن جب کہ اہل مجلس لطف اندوز ہو رہے تھے آپ نے فرمایا "فہمتم فہمتم" (کیا تم سمجھے کیا تم سمجھے) اور ایکدن فرمایا کہ "دنیا خواہشات کا ایک نمونہ ہے، نمونہ دیکھا جاتا ہے لیکن اس پر قبضہ نہین کیا جاتا"۔

ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ "سبحان اللہ کہنا بہتر ہے یا استغفار پڑھنا" تو آپ نے فرمایا کہ "میلا کپڑا صابون کا زیادہ محتاج ہے بہ نسبت بخورات (خوشبودار دھوان) کے"

آپ نے ایک دن منبر پر فرمایا کہ اہل بدعت کہتے ہین کہ آسمان مین کوئی نہین، مصحف مین قرآن نہین، اور قبر مین نبی نہین، یہ تینون باتین ان کے لیے باعث شرم ہین" آپ سے ایک دفعہ کہا گیا کہ اہل بدعت کا ذکر کم کیجئے کیونکہ شر و فساد کا خوف ہے تو آپ نے یہ شعر پڑھے ؎

اتوب الیک یا رحمن مما	جنیت فقد تعاظمت الذنوب
واما من ہوی لیلی وترکی	زیارتہا فانی لا اتوب

"اے خدا مین اپنے گناہون کی جو بہت زیادہ ہین تجھ سے توبہ کرتا ہون لیکن لیلی کی محبت اور اس کی ملاقات ترک کرنے کی توبہ نہین کر سکتا"۔

آپ سے کسی نے کہا کہ "آپ مین کوئی عیب نہین ہے مگر یہ کہ آپ حنبلی ہین" تو آپ نے یہ شعر پڑھا،

وعیرنی الواشون انی احبہا	وتلک شکاۃ ظاہر عنک عارہا

"یہ چغلخور مجھ مین عیب پاتے ہین کہ مین اس کو چاہتا ہون اور یہ ایک ایسی شکایت ہے جو قابل شرم نہین"۔

پھر کہا کہ یہ میرا عیب ہے لیکن اس نقطہ مین کوئی عیب نہین ہوتا جو خالی ہو اور پھر یہ شعر پڑھا،

ولا عیب فیہم غیر ان سیوفہم	بہن فلول من قراع الکتائب

"ان مین کوئی عیب نہین ہے سوائے اسکے کہ ان کی تلوارون مین لشکرون کے کاٹنے سے دندانے پڑ گئے ہین"۔

ایک شخص نے آپ کو خط لکھا کہ "خدا کی قسم مین آپ کو دیکھ نہین سکتا" تو آپ نے جواب دیا کہ "جس کی آنکھین چوندھیا گئی ہون وہ آفتاب کو کیسے دیکھ سکتا ہے" پھر آپ نے فرمایا "جب مین گھر مین تنہا ہوتا ہون تو کاغذ کی زمین مین موتی بوتا ہون اور جب لوگون مین بیٹھتا ہون تو خواہشات کے زہر کو علم کے تریاق سے دفع کرتا ہون اور بدعت کے کھانے سے روکتا ہون مگر تم اس سے انکار کرتے ہو اور طبیب کو برا سمجھتے ہو"

ایک دفعہ مستضی بامر اللہ نے ابن جوزیؒ کو اپنے محل کے نیچے یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا ؎

ستنقلک المنایا عن دیارک	ویبدلک الردی دارا بدارک
وتترک ما عنیت بہ زمانا	وتنقل من غناک الی افتقارک
فدود القبر فی عینیک یرعی	وترعی عین غیرک فی دیارک

"عنقریب موت تجھکو منتقل کر دے گی تیرے گھرون سے اور ہلاکت تجھکو لے جائیگی تیرے گھر سے کسی دوسرے گھر کو، اور تو ان چیزون کو چھوڑ دیگا جنکی تو ایک زمانہ تک حفاظت کرتا رہا، اور تیری دولتمندی افلاس سے بدلجائے گی، بس پھر قبر کا کیڑا تیری آنکھون مین چر رہا ہے اور غیرون کی آنکھین تیرے ملک مین چر رہی ہین"۔

امیر المومنین اپنے محل مین جاتے ہوئے کہنے لگے کہ بیشک ایسا ہی ہے، خدا کی قسم ع "وترعی عین غیرک فی دیارک" اور اس مصرع کو بار بار دہراتے رہے اور روتے رہے اور آپ کے ملفوظات مین ہے کہ جس نے قناعت کی اس کی زندگی آرام سے گذری اور جس نے حرص کی اس کا رنج بڑھا"۔

آپ سے پوچھا گیا کہ "حضرت عمرؓ نے زمین کو کوڑے کس طرح مارے" تو کہا جو خیانت کرنے والا ہو وہی ڈرتا رہتا ہے اور جو بے جرم ہے اس کو کچھ خوف نہین"۔ الخائن خائف والبری جری۔

آپ نے فرمایا کہ "دنیا خدا کا گھر ہے اور بغیر گھر والے کے حکم کے گھر مین تصرف کرنے والا چور ہے"۔

کسی نے آپ سے پوچھا کہ کیا یہ جائز ہے کہ مین اپنے جائز کھیل کود کو بڑھاؤن؟ تو آپ نے جواب دیا کہ "تیرے

نفس کی غفلت ہی تیرے لیے بہت ہے، پھر اس کو کھیل کود مین مشغول نہ کر"،

ایک دفعہ آپ نے فرعون کے اس قول "وھذہ الانھار تجری من تحتی" کے متعلق فرمایا کہ اس نے ایسی نہرون پر فخر کیا جسکو خود اس نے جاری نہین کیا تھا پھر کس چیز نے اس کو یہ کہنے کی جرأت دلائی؟

آپ سے ایک دن راگ کے متعلق پوچھا گیا تو آپنے کہا "خدا کی قسم وہ لہو ولعب ہے"! ایک روز آپ نے فرمایا کہ "دوست عزت نہین پاتے مگر اس چیز کے چھوڑنے سے جس سے کوئی مخلتی آدمی ذلیل ہوتا ہے" (کالا تبرک ماذل بہ ماعز)

ایک دن آپکے سامنے "کل من علیھا فان" پڑھا گیا تو آپنے فرمایا کہ "خدا کی قسم یہ فرمان ہی گھرون کی بربادی کا"!

ایک روز آپنے مناجات مین کہا کہ "اے میرے خدا ایسی زبان کو عذاب مین مبتلا نہ کر جو تیری خبر سناتی ہے اور نہ ایسی آنکھ کو جو ایسے علم کو دیکھتی ہے جو تیری مناجات کی رہنمائی کرتا ہے" اور نہ ایسے قدم کو جو تیری خدمت کے لیے چلتے ہین، اور نہ ایسے ہاتھ کو جو تیرے پیغمبر کی حدیث کو لکھتے ہین، پس تجھے تیری عزت کی قسم مجھے دوزخ مین ڈال کیونکہ دنیا والے جانتے ہین کہ مین تیرے دین کی حمایت کرتا ہون، اے خدا! رحم کر ان آنسوؤن پر جو اپنے نقصان پر بہتے ہین اور اس دل پر جو تیری دوری پر جلتا ہے اے خدا تیرے علم نے مجھے تیرے فضل کا امیدوار بنا دیا ہے اور تیرے مرتبہ کے یقین نے مجھے تجھ سے مایوس کر دیا ہے، جب کبھی شوق کے پردہ کو مین نے تیری طرف بلند کیا تو تیری حیا نے اس کو پکڑ لیا، اے خدا تیرے لیے مین ذلیل ہوتا ہون" اور تیرے لیے رسوا ہوتا ہون" اور تیری ہی طرف لوگون کی رہنمائی کرتا ہون" اور پھر آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

احیی بذکرک ساعۃ واموت　　　لولا التعلل بالمنی لفنیت

تیرے ذکر سے گھڑی بھر کے لیے زندہ ہوتا ہون اور گھڑی بھر کے لیے مرتا ہون اور اگر آرزوون کے گھونٹ نہ ہوتے تو مین فنا ہو جاتا"

علامہ ابن جوزیؒ کے پوتے لکھتے ہین کہ مین نے مشایخ سے سنا ہے کہ میرے دادا بغداد مین وعظ کر رہے تھے اور اکابر علما و فضلا جمع تھے، ایک گروہ نے یزید کی لعنت کے متعلق سوال کیا تو انھون نے جواب دیا کہ "ایسے شخص کے بارے مین کیا کہتے ہو جس نے تین سال تک امور خلافت انجام دیے، پہلے سال حضرت حسینؓ کو شہید کیا، دوسرے سال مدینہ طیبہ کو تاراج کرنے کی جسارت کی، اور تیسرے سال مکہ معظمہ پر منجنیقین لگا کر کعبہ شریف کو منہدم کیا، ان لوگون نے کہا ہم ایسے شخص پر لعنت کر سکتے ہین تو آپ نے کہا کہ ہان اس پر لعنت کر سکتے ہو"۔

ایک واقعہ کی تنقید | ملا علی نے بیان کیا ہے، اور اس واقعہ کو نواب صدیق حسن خان مرحوم نے بھی اپنی تصنیف مین نقل کیا ہے کہ زندگی مین چونکہ علامہ ابن جوزیؒ سے سیدنا حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ ناراض تھے اس لیے ابن جوزیؒ کا جنازہ اٹھانے کے پیشتر لوگون نے جا کر حضرت شیخ صاحب کو اس امر کی اطلاع دی، اور جب تک آپ نے معاف نہین کیا علامہ ابن جوزیؒ کا جنازہ اٹھایا نہ گیا، اگر ہم تاریخ کی روشنی مین اس واقعہ کو جانچین تو معلوم ہوگا کہ یہ ایک بے بنیاد بیان ہے، سیدنا حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی وفات ۵۶۱ھ مین واقع ہوئی اور علامہ ابن جوزیؒ کا انتقال ۵۹۷ھ مین ہوا، اب غور کیجیے کہ آیا یہ واقعہ کسی کی بلند پروازی اور تخیل کا رہین منت ہے، یا نہین، جسکو صداقت سے کوئی تعلق نہین، بڑی شد و مد کے ساتھ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت عبد القادر جیلانیؒ پر گرفت کی تھی، اگر یہ مان لیا جائے تو بھی کوئی مضائقہ نہین ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ وہ ایک ہمعصر نہ چشمک تھی، یا امام ممدوح کی تشدد پسندی کا نتیجہ، حضرت شیخ کو دیکھو کہ جب آپ سے پوچھا گیا کہ حنبلی مذہب کے سوا اور کسی مذہب مین بھی کوئی ولی اللہ گذرا ہے تو آپنے فرمایا کہ "نہ پہلے ہوا ہے اور نہ آئندہ ہوگا"، چنانچہ طبقات ابن رجب مین آپکے حالات مین مذکور ہے کہ "عن علی بن ادریس الشافعی سأل الشیخ عبد القادر فقال یا سیدی ھل کان ولی اللہ علی غیر اعتقاد احمد بن حنبل، فقال ماکان ولا یکون"، لیکن کیا یہ صحیح ہے؟

وفات | ماہ رمضان ۵۹۷ھ مین حسب عادت جامع مسجد تشریف لے گئے اور آپ نے وعظ کہا، لوگون کو

ایمان کی تلقین کی، اسی وقت کچھ طبیعت بگڑی، مکان واپس ہوئے تو خاصی حرارت تھی، پانچ روز تک بیمار رہے، رمضان کی بارہوین تاریخ اور جمعہ کی شب تھی کہ پیام اجل آپہنچا، مغرب اور عشا کے درمیان اس علامۂ اجل اور فرد فرید نے داعیِ اجل کو لبیک کہا، تاریخ مین مذکور ہے کہ مرنے سے پہلے آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے "مین کیا کتابون پر عمل کرون گا، کتابین میرے لیے ختم ہو گئین"، واللہ اعلم بالصواب،

اس طرح دنیا سے ایک فاضل و بے مثل ہستی اٹھ گئی، لوگون کو آپ کی مفارقت کا بیحد صدمہ ہوا، بغداد کی تمام دوکانین آپکے احترام مین بند ہو گئین، اور آپکے مکان پر اہل بغداد کا ایک جم غفیر اس وحشت ناک خبر کو سنکر جمع ہوا، اور غسل دینے کے لیے شیخ ناصر الدین اور ضیاء الدین بن جبیر آئے، جنازہ تیار ہوا تو جامع منصور لے گئے، اور آپ کے بیٹے ابوالقاسم نے نماز جنازہ پڑھائی، مسجد لوگون سے بھری ہوئی تھی، جنازہ کے ساتھ بے شمار لوگ موجود تھے، بغداد کے دارالحرب مین جنازہ قبر مین اس وقت اتارا گیا جب کہ موذن "اللہ اکبر" کی صدا لگا رہا تھا، اس فاضل ہستی کو منون خاک کے نیچے دبا کر تمام لوگ باچشم گریان، کف افسوس ملتے ہوئے واپس آئے، ؎

بسے دور باید کہ چرخ ظفر   بیارد کسے چون تو بار دگر

خود علامہ جوزیؒ نے بیان کیا ہے کہ آپنے اپنے ہاتھ سے ایک ہزار سے زائد جلدین لکھین، اس طرح قلم کا برادہ (قلم کا تراشہ ہوا ریزہ) ایک کثیر مقدار مین جمع ہو گیا، مرتے وقت آپنے وصیت کی کہ آپ کے غسلِ میت کا پانی اسی برادہ سے گرم کیا جائے، چنانچہ پانی گرم کئے جانے کے بعد بھی بہت سا برادہ بچگیا، اس سے مقصود یہ ہے کہ آپنے اپنی عمر بھر تصنیف و تالیف کا شغل جاری رکھا، اور اتنی کتابین لکھین کہ صرف قلم کی تراشیدہ سے آپ کے غسلِ میت کا پانی گرم ہو گیا،

رمضان کے پورے مہینے مین لوگ آپ کی قبر پر جمع رہے اور کلام مجید ختم کیے نقل ہے کہ اسی رمضان مین ایک رات کو محدث احمد ابن سلیمان حربی نے آپ کو خواب مین دیکھا کہ آپ ایک یاقوت کے منبر پر ہین

جس مین جواہرات جڑے ہوئے ہین اور فرشتے آپ کے سامنے حلقہ باندھے ہوئے ہین اور حق تعالیٰ آپ کا کلام سننے کو موجود ہے"،

سعد اللہ بصری نے بیان کیا کہ "مرجان مر چکا تھا، اس کو خواب مین دیکھا کہ اس کے ساتھ دو شخص ہین، دونون اس کے ہاتھ تھامے ہوئے ہین تو مین نے کہا کہ کہان؟ تو انھون نے کہا کہ دوزخ کی طرف تو مین نے پوچھا کس لیے تو انھون نے کہا کہ ابن جوزیؒ سے عداوت رکھتا تھا"،

قادری العلوی نے علامہ ابن جوزی کا مرثیہ کہا تھا جس کے چند شعر یہ ہین ؎

الدھر عن طمع یغر ویخدع	ومن خارف الدنیا الدنیة تطمع
واعنة الامال یطلقها الرجا	طمعا واسیاف المنیة تقطع
والموت آت والحیاة مریرة (؟)	والناس بعضهم لبعض یتبع
واعلم بانك عن قلیل صائر	خبرا لکن خبرا لخیر لیسمع

"دنیا تو حرص کی وجہ سے دھوکہ دیتی جاتی ہے، اور تو ہے کہ کمینہ دنیا کی زیب و زینت پر حریص بنتا جاتا ہے، امید تو حرص کرکے تمناؤن کی باگ کو ڈھیلی چھوڑتی جاتی ہے حالانکہ موت کی تلوارین اس کو کاٹ رہی ہین، موت آنے والی ہے اور زندگی ختم ہونے والی ہے، اور لوگ ایک کے پیچھے ایک جا رہے ہین، جان لے کہ تو بھی عنقریب خبر بننے والا ہے پس ایسی خبر بن جو خیر کے ساتھ سنی جاتی ہے"

آپ نے حسب ذیل شعر اپنی قبر کے کتبہ پر لکھنے کی وصیت کی تھی جو کندہ کرائے گئے ؎

یا کثیر العفو عمن کثر الذنب لدیه

جاءك المذنب یرجو الصفح عن جرم یدیه	انا ضیف وجزاء الضیف الاحسان الیه

"اے بہت زیادہ بخشنے والے لوگون کے زیادہ گناہ کے، تیرے پاس ایک گنہگار آیا ہے جو اپنے دونون ہاتھون کے گناہ کی معافی کا امیدوار ہے، مین مہمان ہون اور مہمان کے ساتھ اچھا سلوک یہ ہے کہ اس پر احسان کیا جائے"

حدیث، تاریخ اور ادب میں عجیب وغریب علمی استعداد تھی، مختلف فنون میں آپ کی تصنیفات ہیں، جیسے تفسیر، حدیث، فقہ، وعظ و دقائق، اور تواریخ وغیرہ خصوصًا حدیث میں بہت سی تصنیفات ہیں، موضوعاتِ حدیث میں بھی چار کتابیں لکھی ہیں، آپ نے خود بیان کیا ہے کہ" جو حدیث بھی ذکر کیجائے اسکے متعلق میں کہہ سکتا ہوں کہ یہ صحیح ہے یا حسن ہے یا محال ہے" یوں تو آپ کو ہر فن میں دخل تھا مگر خاصکر تفسیر میں بڑا پایہ ہے، حدیث کے حافظ تھے اور تاریخ میں وسیع النظر، اور فقہ سے بھی خوب واقف تھے، اور طب میں بھی آپ کی ایک تصنیف "لقط" نامی ہے،

حافظ ابن دبیثی لکھتے ہیں کہ" حدیث اور علم حدیث کی معرفت، صحیح اور ضعیف حدیث کی واقفیت آپ پر ختم ہوگئی، اور اس فن میں اب آپ کی بہت سی تصانیف ہیں جیسے مسانید، ابواب اور اسماء الرجال وغیرہ"

علامہ ابن جوزی کا مطمحِ نظر فرمان خداوندی کی اطاعت، ارشاد نبوی کی تعمیل اور خلق اللہ کی فلاح و بہبود تھا، آپ کی پہلی تصنیف اس وقت عالم وجود میں آئی جب کہ آپ کی عمر ۱۳ سال کی تھی، آپ کی ذکاوت و ذہانت اور علمی قابلیت و استعداد کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ" مجھے نہیں معلوم کہ کسی عالم نے ایسی کتابیں تصنیف کیں جیسی علامہ ابن جوزیؒ نے"

ابن یزدری نے بھی اپنی تاریخ میں علامہ ابن جوزیؒ کا ذکر کیا ہے اور آپ کی بے حد تعریف کی اور اس طرح اپنی رائے ظاہر کی ہے کہ" آپ اپنے مذہب کے ایسے بڑے امام تھے کہ لوگ انکی طرف اشارہ کرتے تھے، آپنے اپنے لیے ایک مدرسہ بنایا اور اس کے لیے اپنی سب کتابیں وقف کر دیں، آپنے تمام علوم میں بلند پایہ حاصل کیا، اور نظم و نثر میں یکتا ہوے، اور اپنے زمانہ کے ادیبوں اور فاضلوں سے بڑھگئے، اور آپ کی بہت سی تصانیف ہیں، جب آپ سے ان کی تعداد پوچھی گئی تو آپنے فرمایا کہ تین سو چالیس سے زیادہ ہیں جنمیں سے بیس مجلد اور باقی سادی ہیں"،

سچ تو یہ ہے کہ انھوں نے فنون میں سے کوئی ایسا فن نہیں چھوڑا جسمیں کوئی کتاب تصنیف نہ کی ہو،

آپ کا ذکر امام کتاب، ابن خلکان، حموی، ابن نجار، ابو شامہ اور امام ابن تیمیہ وغیرہ نے کیا ہے، اور سبھوں نے بڑی تعریف کی ہے، واقعہ" علوم وفضائل میں آپ کی شہرت آپ کو اس سے بے نیاز کر دیتی ہے کہ کثرت و طوالت کے ساتھ آپ کا ذکر کیا جائے، کیونکہ آپ کی شہرت انتہائے مشرق و مغرب تک پہنچی تھی، ساذ آپ کی تصنیفات کو زمین کے انتہائی حصہ تک لیجاتے تھے، ابن نجار نے لکھا ہے کہ" ذوقِ صحیح اور مناجات کی شیرینی سے آپ کو ایک بہت بڑا حصہ ملا، شیخ ابن ناصر آپ کی بہت تعریف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ" خدائے تعالیٰ نے آپ کے علم سے نفع پہنچایا اور آپ کی عمر دراز کی تاکہ مسلمانوں کو نفع پہنچے، آپ سنت اور اہل سنت کی مدد اور رد بدعت اور اہل بدعت کو ذلیل ورسوا کرتے ہیں"

آپ کے بارہ میں امام ناصح الدین بن الحنبلی نے کہا تھا کہ" آپ میں مختلف علوم جمع تھے جو آپ کے سوا کسی اور میں جمع نہ تھے، اور آپ کے وعظ میں محفلیں جامع ہوتی تھیں خوبیوں اور بھلائیوں کی، بغداد کے ہر قسم کے لوگ شریکِ وعظ ہوتے تھے، آپ ان مجلسوں میں مسجع کلمات کا اور بہترین معانی کا اور مفید الفاظ کا استعمال فرماتے، اور گھومنے والی آواز، اور خوش کرنے والے نغمہ سے کلام پڑھتے، ان مجلسوں میں وجد آنے والے چلّاتے اور ڈرانے والے روتے، نادم توبہ کرتے اور توبہ کرنے والے خاکسار بنجاتے، آپ وعظ میں ایسی چیزوں کا بھی ذکر کرتے جو سننے والوں کو ارحم الراحمین کی رحمت کی یاد دلاتی تھیں"۔

طبقات ابن رجب میں مذکور ہے کہ آپ اپنے زمانہ کے حافظ ومفسر و فقیہ، واعظ، ادیب اور اپنے زمانہ کے شیخ تھے اور اپنے وقت کے امام تھے، آپ کی سنہ پیدائش کے بارہ میں اختلاف کیا گیا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جب آپ بڑے ہوئے تو آپ کی والدہ آپ کو حافظ ناصر کی مسجد میں لیگئیں، آپنے انکا بہت لحاظ رکھا، حدیث کو سنا اور کلام کو حفظ کیا، اور قاریوں کے اماموں کی ایک جماعت کو پڑھکر سنایا اور خود آپ نے بھی اپنی ذات سے بہت کچھ سنا، اور ہمیشہ کچھ نہ کچھ حاصل کرنے کی فکر میں رہے"

علامہ ابن جوزیؒ نے کہا کہ میں شیوخ میں سے ہمیشہ ایسوں کی صحبت میں رہتا تھا، جو سب سے زیادہ عالم ہوں، اور ارباب نقل میں ان لوگوں کو ترجیح دیتا تھا، جو سب سے زیادہ سمجھدار ہوں، بس میری کوشش یہ رہتی تھی کہ میں اپنی استعداد اچھی کروں نہ کہ تعداد بڑھاؤں"

ابن رجب لکھتے ہیں کہ ابن جوزی نے اس عمر میں وعظ کہا جب کہ وہ بہت چھوٹے تھے، اور پھر تصنیف و تالیف میں مشغول ہوئے، تمام فنون کا مطالعہ کیا، اور ان میں کتابیں تالیف کیں، اور اکثر علوم نے جبکہ آپ نے استفادہ فرمایا آپ کا مرتبہ بڑھا دیا، ایک دفعہ وزیر ابن ہبیرہ کے زمانہ میں اس کے گھر میں جہاں کہ آپ ہر جمعہ کو جاکر گفتگو کیا کرتے تھے فرمایا کہ جب کبھی میں گفتگو کرتا تو میری مجلس کا مجمع ہمیشہ دس ہزار اور پندرہ ہزار ہوتا۔ اور پھر آپ نے فرمایا کہ "اب ایسی قومیں پیدا ہو گئی ہیں جو نئی نئی باتیں زبان سے نکالتی ہیں، اور تعصب کرتی ہیں، خدائے تعالیٰ نے مجھکو ان سے مقابلہ میں مدد دی اور مجھے سرخرو کیا"

ابن رجب رقم طراز ہیں کہ "آپ اپنی مجلسوں میں سنت کی اور امام محمد بن حنبل کی تعریف کیا کرتے تھے اور مخالفین کی مذمت کیا کرتے تھے"

علامہ ابن جوزی تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے قرآن کی تفسیر مجلس میں منبر پر ختم ہوئی تو میں نے منبر پر سجدۂ شکر ادا کیا اور کہا میں نہیں جانتا کہ جب سے قرآن نازل ہوا ہو کسی واعظ نے پورے قرآن شریف کی تفسیر وعظ کی مجلس میں ختم کی ہو، پھر میں نے اسے ختم کرکے دوبارہ ترتیب کے مطابق شروع کیا، اللہ تعالیٰ انعام پر پورا کرنے پر اور اپنے فضل و کرم سے زیادہ عطا کرنے پر قدرت رکھتا ہے اور فرمایا کہ خلفا اور سلاطین میرے وعظ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے، اور عوام کا حال نہ پوچھو ان کا اجتماع ایک لاکھ بلکہ اس سے زیادہ ہوتا تھا، مخلوق کی ایک بڑی تعداد نے توبہ کی" اور پھر کہا کہ "خلیفہ نے امام احمد کی قبر پر ایک تختی نصب کرانے کا ارادہ کیا، جس کے سرے پر لکھا ہوا تھا "یہ قبر تاج سنت، وحید امت، عالی ہمت، عالم، عابد، فقیہہ، زاہد، پرہیزگار، مجاہد، اللہ کی کتاب پر عمل کرنے والے اور رسول اللہ صلعم کی سنت پر چلنے والے کی ہے"۔ اور خلیفہ نے

جامع مسجد میں شیخ ابو الفتح ابن المنی کے بیٹھنے کے لیے ایک چبوترہ تیار کرایا تو دوسرے مذاہب والے اس سے متاثر ہو کر کہنے لگے کہ یہ تمہاری وجہ سے ہوا، اسلیے کہ تمہارے ہی کلام سے حنبلی مذہب کا درجہ خلیفہ کی نظروں میں بلند ہوا اور وہ حنبلیوں کی طرف مائل ہوا، یہ سنکر میں اللہ کا شکر بجا لایا، آپ لکھتے ہیں کہ میرے ہاتھوں پر ایک لاکھ سے زیادہ لوگوں نے توبہ کی، اور اب تک میری تصانیف ایکسو پچاس تک پہنچی ہے، میری مجلس وعظ کے مانند کسی اور واعظ کی مجلس نہ تھی، میری مجلس وعظ میں خلیفہ، وزیر، صاحب خزانہ اور بڑے بڑے علما شرکت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا اس کی نعمتوں پر شکر کرتا ہوں"

آپ کی عمر میں برکت دیگئی، اور آپ نے بڑی عمر تک اپنے علم و فضل سے لوگوں کو مستفید کیا، موفق عبد اللطیف لکھتا ہے کہ "ابن جوزیؒ کی آواز نہایت لطیف اور دلکش تھی، آپ کے اخلاق پسندیدہ اور آپکا نغمہ ملائم تھا، حرکات موزوں، اور لطیفے دلچسپ اور مزہ دار تھے، آپ کی مجلس میں ایک لاکھ سے زیادہ اشخاص شریک ہوتے تھے"

ہم یہاں پر شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ جیسے امام عالی مقام، عالم بے مثال اور فاضل باکمال کی رائے درج کرتے ہیں،

امام ممدوح تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"ابن جوزی مفتی اور بڑے صاحب تصنیف و تالیف تھے، اور بہت سے فنون میں آپ کی تصنیفات ہیں یہانتک کہ میں نے شمار کیا تو ہزار سے بھی زیادہ پایا اور اس کے بعد اور بھی دیکھیں، حدیث اور فنون حدیث میں آپ کی ایسی تصنیفات ہیں کہ ان کے مانند کوئی اور تصنیف نہیں ہوئی اور عمدہ تصنیف آپ کی وہ ہے جس میں سلف کے حالات جمع کیے ہیں جیسے وہ مناقب جو آپ نے تصنیف کئے ہیں، کیونکہ آپ معتبر تھے، لوگوں کی تصنیفات سے زیادہ واقفیت تھی، ترتیب اور تفصیل اچھی کرتے تھے، جمع کرتے اور لکھنے پر قادر تھے اور ان فنون میں آپ کو اور مصنفین سے اچھی تمیز تھی جو اوروں کو نہ تھی، ابونعیم کو تمیز و واقفیت تھی لیکن جلیہ

مین بہت سی موضوع حدیثین ذکر کرتے ہین،" اور یہ مجموعے جو لوگ متقدمین کے حالات مین جمع کرتے ہین ان مین اور لوگون کی تصنیفات سے ابن جوزی کی تصنیفات بہتر ہین" اور ابوبکر بیہقی کی تصنیفات مین بہت تنقیح ہے، ابن جوزی کی تصنیفات کے قریب قریب ہین، کیونکہ ان دونون صاحبون کو فقہ اور حدیث مین واقفیت تھی، بیہقی حدیث مین بڑھے ہوئے تھے اور ابن جوزی علوم و فنون کی کثرت مین"

باوجود ان فضائل کے بعض وجوہ کی بناپر ان پر اعتراض کئے جاتے ہین، اوّل تو یہ کہ آپ کی تصنیفات مین غلطیان ہین، ظاہر ہے کہ تمام محدثین نے آپ کو بڑا نقاد اور مشدد لکھا ہے، چنانچہ حدیث کی صحت اور نقل مین جو احتیاط برتتے تھے اس کے متعلق تمام محدثین رطب اللسان ہین باوجود اس کے اگر غلطیان لگئی ہون تو اس معاملہ مین یہ عذر ہے کہ آپ کثیر التصانیف ہین، کسی کتاب کو تصنیف کرنے کے بعد پھر جانچتے نہ تھے بلکہ دوسری تصنیف مین مشغول ہوجاتے تھے، اور اگر آپ اس طرح نہ کرتے تو آپ کی تصنیفات کی تعداد اس قدر زیادہ نہ ہوسکتی؛ اس کے علاوہ فنون مین آپ کی ہر تصنیف بہ لحاظ اس فن کی کتابون کے بمنزلہ اختصار کے ہے، اسی بناپر آپ سے یہ مروی ہے کہ آپ نے یہ فرمایا کہ مین ترتیب دینے والا ہون، مصنف نہین ہون؛ دوسرا اعتراض جو آپ کے کلام پر کیا جاتا ہے وہ فخر، بڑائی اور کثرت سے دعویٰ کرنا ہے، اس مین کوئی شبہہ نہین کہ آپ کے کلام سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے، فطرت انسانی سے مجبور انسان بعض اوقات ایسا کر گذرتا ہے، لیکن غور طلب امر یہ ہے کہ پہلے یہ دیکھا جائے کہ کہان تک وہ بجا اور درست ہے، اگر حقیقت کا اظہار ہے تو پھر اس پر نکتہ چینی کیسی؟ اس مین شک نہین کہ فخر و مباہات علامہ ابن جوزیؒ جیسے مقدس ہستی کے لیے موزون نہ تھی تاہم حق و صداقت کے پایہ کو پہنچنے کی وجہ سے ہم کو چاہیے کہ انھین معذور سمجھین، خدائے پاک ان کی اس حرکت کو معاف کردے، سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ آپ کے کلام سے آپ کا میلان دلیل کی طرف پایا جاتا ہے، اور اس کی وجہ سے لوگ آپ پر بیحد معترض ہین، چنانچہ شیخ موفق الدین مقدسی آپ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "آپ حافظ تھے سنت کے، اگر یہ کہ ہم اس طریقہ سے جو آپ نے اپنی تصانیف مین اختیار کیا ہے خوش نہین"

چونکہ مختلف علوم و فنون مین دستگاہ حاصل تھی اسواسطے تبحر علمی اور وثوق معلومات کی بناپر بلاخوف لومۃ لائم بڑے بڑے علماء و فضلا پر نکتہ چینی کرتے تھے، چنانچہ آپ کی مشہور تصنیف "تلبیس ابلیس" سے اس کی تصدیق ہوتی ہے، جس مین مختلف گروہون کا ذکر تنقیدانہ نظر سے کیا ہے اور واضح طور پر بیان کردیا ہے کہ چونکہ ان کے افعال و اعمال راہ مستقیم سے تجاوز کرگئے تھے اور تکبر و غرور کے غلبہ پاجانے کی وجہ سے شیطان ان پر مسلط ہوگیا تھا اس لیے ان سے خلافِ مذہب، اور خلافِ سنت حرکات سرزد ہوئین، لہذا ان واقعات کو تفصیل کے ساتھ لکھا اور ان معائب و نقائص کو جنکی وجہ سے ایمان مین کمزوری پیدا ہوگئی تھی؛ اور عقائد توہم پرستی تک پہنچ چکے تھے، ان کو بیان کیا، اور ان کی برائیون اور تباہ کن نتائج پر روشنی ڈالی. اکثر کوتاہ بین اکم فہم اور متعصب اشخاص جو حقیقت سے ناآشنا ہین آپ کی راست گوئی اور اعلاء کلمۃ الحق پر بہت سختی کے ساتھ نکتہ چینی کرتے ہین، اور آپ پر اعتراض کرتے ہین کہ آپنے بزرگانِ دین کی عظمت سے انکار کیا اور انھین موردِ الزام ٹھہرایا خصوصًا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا واقعہ نہایت آب و تاب کیساتھ بیان کیا جاتا ہے، اور آپ پر ایسی تنقید کرتے ہین جو تضحیک و استہزا کی حد تک پہنچتی ہے، اسی واقعہ کی بناپر آپ کو سخت مصائب برداشت کرنے پڑے حتی کہ قید سخت بھی بھگتنا پڑی،

کاش! ذرا چشمِ بصیرت کھول کر دیکھین تو معلوم ہوگا کہ وہ کیا وجہ تھی کہ جس کی بناپر آپنے یہ روش اختیار کی، جواب صاف ہے کہ جو لوگ غلو کر کے اندھی تقلید کی دھن مین مراتب و مدارجِ واقعی مین امتیاز کرنے کی قوت کھو بیٹھے اور بزرگانِ دین کے جو مدارج ہین ان مین ہر ایک کے مرتبہ و درجہ کا خیال نہ رکھا اور سب کو ایک ہی صف مین لاکھڑا کردیا، اور جب ان کا عمل خلافِ مذہب ہوگیا تو پھر سنت کا ہیرو اور قاطعِ بدعت خاموش نہ رہ سکا، چونکہ قرآن مجید اور حدیث شریف، فقہ اور تاریخ اور دیگر علوم و فنون متداولہ مین کافی دسترس حاصل تھی، اصلی حالات و واقعات سے واقف ہوچکے تھے، علم و فضل کا پورا نشہ چڑھا ہوا تھا، فہم و ادراک، جودتِ طبع، عقل و فراست اور جدت کی یہ حالت تھی کہ اچھے اچھے فاضل اور جید عالم ان کا لوہا مانے ہوئے تھے، اس پر ایک زبردست نقاد

کی مبصرانہ نظر، لہذا یہ ان کی نیک نیتی اور حق گوئی تھی کہ انھون صرف اصلاح کی غرض سے اور عوام الناس کو اس فروگذاشت اور کمزوری سے بچانے کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا ورنہ ان کا مطلب کسی کی بدگوئی، تذلیل وتحقیر، دل شکنی یا دل آزاری نہ تھا،

یہان ہم اس امر کی طرف اشارہ کئے بغیر نہین رہ سکتے کہ اس وقت عقائد باطلہ کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہوا تھا، معتزلہ لوگون کے ایمان کو متزلزل کر رہے تھے، خارجی اپنے عقائد کی ترویج واشاعت سے کتاب وسنت کے احکام کی تعمیل سے لوگون کو منحرف کر رہے تھے، اس پر طرہ یہ ہوا کہ قیام "بیت الحکم" کے بعد سے یونان وروم وایران کی کتابون کے جو ترجمے ہونے لگے تو فلسفیانہ اور ملحدانہ خیالات کی اشاعت بھی ہونے لگی، ایسی صورت مین سختی سے ان کے انسداد وتدارک کے لیے اگر علامہ ابن جوزیؒ نے مستعدی وآمادگی ظاہر کی تو کیا برا کیا؟ ذرا غور کیجئے! امیر المومنین حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ ہے، قیصر وکسریٰ کے سر بفلک محلات کی اینٹ سے اینٹ بج رہی ہے، لشکر اسلام کو آتش پرستون اور عیسائیون سے سابقہ پڑا ہے، اور انھون نے اس بات کا مشاہدہ کر لیا ہے کہ عام پیرو اپنے مقدس پادری اور مذہبی پیشوا کے ساتھ اس درجہ احترام کرتے ہین کہ گویا ان کی پرستش کرتے ہین، اب وہ مکہ معظمہ مین واپس ہوتے ہین، مشاہدہ اور چشمدید واقعات کی یاد دل مین تازہ ہو جاتی ہے، اور اس درخت کو مقدس سمجھتے ہین جس کے نیچے تشریف رکھکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگون سے بیعت لی تھی، چنانچہ اس درخت کے متبرک ومقدس ہونے کا ایک خاص اثر ان کے دل پر ہوتا ہے اور وہ اس کا احترام کرتے ہین، یہ خبر امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کو ملتی ہے اور آپ فوراً اس درخت کے کھدوا دینے کا حکم دیتے ہین، کیا ہم امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ کے اس فعل پر (معاذ اللہ) کوئی اعتراض کر سکتے ہین؟ نہین وجہ صاف اور روشن ہے، اسلام نے پیر پرستی اور شخص پرستی کی بیخ کنی کی ہے، سردار دو عالم فداہ ابی وامی فرماتے ہین کہ "مین بھی تم جیسا ایک انسان ہون لیکن صرف مجھکو اتنی بزرگی حاصل ہے کہ مین بشر بھی ہون اور خدا کا ایلچی بھی"، لہذا ایسی حالت مین جبکہ لوگون کے عقائد مین

رخنہ پڑنے کا اندیشہ ہو، علامہ ابن جوزیؒ نے صدائے احتجاج بلند کی اور عقائد باطلہ کی تردید کی تو بالکل سنت کے مطابق عمل کیا یا خلاف سنت؟

یہ امر مسلم ہے کہ متعصب شخص اپنے نزدیک مذہب مین مضبوط، عقائد کا پکا، اور شریعت کا عامل ہوتا ہے، وہ جھوٹے تخیلات، توہمات اور خیالات کو تعصب کی وجہ سے یقینیات اور سچے عقائد سمجھتا ہے، اس کا غرور وتکبر اس کو اصلی دینداری سمجھنے نہین دیتا، جب وہ شخص جو عمر بھر ہر چیز اور ہر مسئلہ کی حقیقت و ماہیت دریافت کرنے مین کوشان رہا ہو اور فرمان خداوندی اور احکام نبوی کے تجسس مین رہا ہو اور جس نے اصول شریعت کے حقائق واسرار معلوم کر لیے ہون، اگر عوام الناس کے باطل عقائد اور توہمات کی تردید کرے تو اسی کو کافر، ملحد اور بے دین ٹھہراتے ہین، مگر جو شخص انصاف، سچائی، راستی اور صداقت کو اپنی آنکھون کے سامنے رکھتا ہے وہ ہرگز دنیا کے دلخراش جملون کی پروا نہین کرتا، اور اپنی دینداری، راستبازی اور حق شناسی مین فرق آنے نہین دیتا،

ذیل مین ہم علامہ ابن جوزیؒ کی نکتہ چینی کی ایک مثال درج کرتے ہین، ابو حامد غزالی کے متعلق بھی علامہ ابن جوزیؒ نے سختی کے ساتھ اپنی رائے ظاہر کی ہے، لیکن اگر نظر انصاف سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ ابن جوزیؒ نے کس طرح حق کی حمایت اور اصلی حالات کی ماہیت کے اظہار کا بیڑا اٹھا رکھا تھا، اور کس طرح انھون نے نہایت صفائی کیساتھ تاریخی ثبوت بہم پہنچا کر غلطیون کی تردید کی ہے،

علامہ ابن جوزیؒ تحریر فرماتے ہین کہ "ابو حامد غزالی تتبع اور عدم واقفیت کی وجہ سے احادیث و اخبار پر عبور نہین رکھتے ہین، اور سقیم وضعیف اور موثق حدیثون کے درمیان فرق نہین کر سکتے، انھون نے اپنی کتابون مین بہت سی موضوع حدیثین استعمال کی ہین، اور انھین صحیح تصور کیا ہے، چنانچہ انھون نے ایک کتاب جو المستظہر باللہ عباسی کے نام پر معنون کی ہے، اور جس مین فرقۂ باطنیہ پر بہت سے اعتراض کئے ہین اور خلفاء کے نصائح کا بھی ذکر کیا ہے، اس مین لکھتے ہین کہ سلیمان بن عبد الملک نے ابی حازم سے کہلا بھیجا کہ اپنے

مخصوص افطار مین سے میرے لیے کچھ روانہ کیجئے، ابی حازم نے اپنے لیے تھوڑے سے بودار گیہون رکھے تھے جو سلیمان کے لیے بھجوا دیئے، سلیمان نے تین دن تک روزے رکھے اور اسی گیہون سے افطار کیا، اور اسی شب اپنی بیوی سے ہم بستر ہوا، اور اسی لقمۂ حلال سے عبدالعزیز کا نطفہ ٹھہرا، جب عبدالعزیز پیدا ہوا، اور بڑا ہوا تو اس نے جوان ہونے کے بعد ایک عورت سے شادی کی جس سے حضرت عمرؓ پیدا ہوئے، اس کے بعد ابن جوزی لکھتے ہین کہ "یہ روایت جو ابو حامد غزالی نے بیان کی ہے بعید از قیاس ہے، کیونکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز سلیمان کے چچا کے بیٹے ہین نہ کہ پوتے، اگر کوئی اخبار و حدیث کا نقاد ہو اور ان باتون کو چھوڑ جائے اور اسکی اصلیت ظاہر نہ کرے تو اس پر اعتبار نہ کرنا چاہیئے"

حق پسندی اور حقگوئی اگر جرم ہے تو یقینی علامہ ابن جوزیؒ نے اس جرم کا ارتکاب کیا، لیکن عقل سلیم، فہم و ادراک، انصاف پسند اور حق پسند طبیعت رکھنے والے حضرات یقینی اس کلیہ کے تسلیم کرنے سے انکار کرین گے، اس لیے کہ اس زمانہ کی حالت کا اندازہ اور لوگون کے اعتقادات و توہمات کا خیال کرتے ہوئے علامہ ابن جوزیؒ نے یہی بہتر سمجھا کہ لوگون کے قلوب کو قرآن پاک اور حدیث شریف کے احکام کی طرف مائل کرایا جائے، اور وہ اتباعِ سنت مین پکے ہو جائین، اور اپنے ایمان کو معتزلہ عقائد سے باطل نہ کرین کیونکہ اس کا قوی احتمال تھا، خصوصاً واقعات و حالات کی نزاکت کا اندازہ کرتے ہوئے یہ احتمال یقینی حد تک پہنچتا ہے کہ اس بات کا ڈر تھا کہ رفتہ رفتہ یہ توہمات اور باطل اعتقادات ایسے راسخ نہ ہو جائین کہ لوگ انھین کو اصل احکام دین سمجھکر اصلیت کی طرف سے غافل ہو جائین، اسی لئے ان کا قلم حقیقت رقم ہر اس شخص کی تکذیب و تردید کے لیے اٹھتا تھا جس نے احکام دین کے خلاف کیا ہو یا غلط واقعات کو باور کرایا ہو،

جاہ و منصب کی تمنا، عزت و مرتبہ کی خواہش، طعن و ملامت کا خوف، فتویٔ کفر و الحاد کا ڈر، الغرض کوئی چیز انھین سچ کہنے اور سچ لکھنے سے باز نہ رکھ سکتی تھی، انھون نے تقلیدی اسلام کو برا ٹھہرا کر اسلام کی خوبیون کو آشکارا کیا، اور حقیقت کو پردۂ خفا سے نکال کر دنیا کے سامنے پیش کیا، جو کچھ بھی کیا بغیر نص قرآنی اور مستند دلائل و براہین کے نہین کیا، بلکہ ان کے پاس ہر اعتراض کا قرآن مجید اور حدیث شریف سے تسلی بخش اور مطمئن کرنے والا جواب موجود تھا، جس پر تاریخی حوالے شک و شبہہ کا امکان تک مٹا دیتے، فی الحقیقت یہ ہماری ہٹ دھرمی اور بیجا تعصب ہوگا، اگر ہم واقعات، حقیقت اور اصلیت سے انکار کرتے ہوئے توہمات اور باطل خیالات پر یقین کر لین، انھین وجوہ کی بنا پر علامہ ابن جوزیؒ نے استقلال اور ثابت قدمی سے باطل پرستیون کا مقابلہ کیا، مصائب جھیلے، تکلیفین برداشت کین، مگر صبر و استقلال کے قدم کو جنبش تک نہ ہوئی، تمام ملک کی مخالفت بھی ان کا کچھ بگاڑ نہ سکی، ان کی حقیقت اور فرض شناسی نے ان کو تگنی اور چوگنی قوت پر فتحیاب کیا، کیونکہ وہ اپنے فرض منصبی سے خوب واقف تھے، یعنی بحیثیت ایک مسلمان کے احکام خداوندی اور سنت نبوی کے جاننے والے تھے، ان کو دنیا کی کوئی طاقت، عزت و جاہ، اور دولت و ثروت کی کوئی قوت ادائیگیِ فرائض سے باز نہ رکھ سکتی تھی، ان کے نزدیک فرض کی انجام دہی مین جان دینا شہادت کا رتبہ پانا تھا،

علماء کا فرض ہے کہ قوم کی اخلاقی حالت اور ان کی معاشرتی ضرورتون پر غور کرین اور امت کے سامنے ایسے اصول و قواعد پیش کرین جو احکام کے مطابق ہون، شریعت سے سرمو اختلاف نہ کرتے ہوئے اصولِ شریعت کے تحت حسب ضرورت قوانین سے عوام کو آگاہ کرین، یہ کسی حالت مین بھی درست نہین کہ علمای گذشتہ عہد کی لکھی ہوئی کتابون کو مقدس اور متبرک مان کر ان کی ہر سطر کو وحی سمجھین اور اختلاف کرنے کو ناقابل معافی گناہ تصور کرین، اور اپنے اوپر عجز و نااہلی کی مہر لگائین، تن آسانی کے دلدادہ ہو جائین، محنت و کوشش کرنے کے بجائے ان کتابون کو قبلۂ حاجات قرار دے لین، اور اگر ان مین غلطیان رہگئی ہون تو ان کی اصلاح کی طرف توجہ کرنیکے بجائے صحیح مان لین، اور اپنی تنگ دلی اور تنگ نظری سے مذہب کو پست اور محدود کردین بلکہ ان کا فرض ہے کہ ایک طرف تو امت کا رشتہ شریعت سے جوڑے رہین اور دوسری طرف زندگی کے تمام شعبون مین اسکی رہنمائی اور قیادت کرین، اور اس وقت تک کوئی بات قبول نہ کرین جب تک کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ (صلعم) سے اس کے لئے دلیل نہ پالین،

تصنیفات

علامہ ابن جوزیؒ کثیر التصانیف تھے، آپ کی تصنیفات کے متعلق مختلف بیانات ہین، امام ابن تیمیہؒ نے ان کی تعداد ہزار سے زیادہ بتائی ہے، بہر حال اس مین کوئی شک نہین کہ مختلف علوم و فنون مثلاً تفسیر حدیث، فقہ، سیر، مناقب، تجوید، مواعظ، تاریخ، جغرافیہ، طب اور لغت مین آپ کی تصنیفات ہین، طبقات ابن رجب مین ایک طول طویل فہرست آپ کی تصنیفات کی دی گئی ہے، جس کا نقل کرنا اس واسطے بیکار ہو کہ امتداد زمانہ نے ان در بیش بہا کو بحر ناپیدا کنار کی تہ مین پوشیدہ کر دیا ہے اور ان کا دستیاب ہونا سخت مشکل ہو،

ذیل مین ہم ان کتابون کی فہرست درج کرتے ہین، جنکے متعلق وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ وہ اب بھی موجود ہین، جن سے جویائے حق اور علم کے متلاشی مستفید ہو چکے ہین، اور جنھین یورپ کی قدردان نگاہون نے ہاتھون ہاتھ لیا، اور علم پرستی کے ثبوت مین محفوظ رکھا، ان کا پتہ یورپ کی لائبریریون سے چلتا ہے، چنانچہ جرجی زیدان نے آداب اللغۃ العربیہ جزء ثالث مین صہ ۹۱ پر علامہ ابن جوزیؒ کے حالات کے تحت ایک فہرست ایسی تصانیف کی دی جو مشہور کتبخانون مین موجود ہین،

(۱) المنتظم فی تاریخ الامم - اس کتاب مین عام تاریخ ابتداء آفرینش سے لیکر مذہب اسلام کے ظاہر ہونے اور پھر اس کے بعد المستفی باللہ عباسی متوفی ۵۷۵ھ کے عہد تک کے حالات حسب ترتیب سنہ بیان کئے ہین، سال کی ابتدا کا ذکر کرکے اس سال کے واقعات کا خلاصہ درج کر دیا ہے، پھر اس سنہ کے وفات شدگان کے مختصر حالات حسب ترتیب حروف تہجی درج کیا ہے، اس کے مختلف اجزاء برلن، غوطا، آکسفورڈ، لیڈن اور عجائب خانہ برطانیہ مین موجود ہین جنکی تعداد مختلف ہے اور اس کا ایک نسخہ ایاصوفیہ مین موجود ہے، جس کے سات جزء ہین، اور اس کے اجزاء ۱-۲-۳-۵ کوپرلی مین اور ۱-۲-۳-۴ آستانہ کے کتب خانہ عاشر آفندی مین موجود ہین، اور ایک جزء مکتبہ خدیویہ مصر مین اس کے بڑے بڑے (۵۱۰) صفحات ہین، اور ۲۲۶ھ سے لیکر ۲۸۵ھ تک کے حالات یعنی کچھ کم ساٹھ سال کے واقعات بیان کئے ہین، اسی سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ پوری کتاب کا کیا حجم ہوگا، غرضکہ یہ کتاب قدیم نوادر کتب تواریخ مین سے ہے، اس کے متعدد مختصرات ہین، ایک تو خود مولف کی اختصار کردہ کتاب ہے جسکا نام مختصر المنتظم و ملتقط الملتزم ہے، جسکا دریافت مضامین کی سہولت کی غرض سے اختصار کیا ہے، اس کا ایک نسخہ کتب خانہ خدیویہ مصر مین موجود ہے اس کا حجم (۳۰۴) صفحات ہے مؤلف کے سوا اور لوگون نے بھی اسکا اختصار کیا ہے،

(۲) الذہب المسبوک فی سیر الملوک، اس کا ایک نسخہ برلن مین ہے، اس کا ایک مختصر بھی ہے جس کا نام خلاصۃ الذہب المسبوک ہے، جو اربلی عبد الرحمن سنبط قنیتو کا اختصار کردہ ہے، بیروت مین ۱۸۸۵ء مین طبع ہوا، یہ کتاب سنہ وار مرتب کیگئی ہے، اس مین مصنف نے ولید بن عبد الملک سے لیکر اپنے زمانہ تک کے خلفاء عباسیہ کے حالات کا تذکرہ کیا ہے، دولت عباسیہ کی بہترین تاریخ ہے، ترتیب بہت اچھی ہے،

(۳) شذور العقود فی تاریخ العہود، اس کا ایک جزء لیڈن اور کوپرلی مین ہے،

(۴) عجائب البدائع، اس مین تاریخی حالات اور حکایات بیان کئے گئے ہین پیرس مین موجود ہے،

(۵) تلقیح فہوم اہل الاثار فی مختصر السیر والاخبار، ۱۸۹۲ء مین لیڈن مین طبع ہوئی،

(۶) صفوۃ الصفوۃ، یہ حلیۃ الاولیاء ابی نعیم اصفہانی کی تلخیص ہے، ۴۳۰ھ مین انتقال ہوا، یہ کتاب طبقات الصوفیہ مین لکھی گئی ہے، صحیح روایات کی روشنی مین اس کی تصحیح کیگئی ہے جسکا ذکر مقدمہ مین کیا گیا ہے، مصنف نے اس مین عباد اور زاہدین کا تذکرہ کیا ہے، جو علم و زہد کی صفت سے متصف تھے، پھر ان برگزیدہ خواتین کا جو عہد تابعین مین گذری ہین، ابو نعیم اصفہانی نے لکھا ہے کہ ہمین نے مشرق و مغرب کی فکر کے ذریعہ سے سیر کی، دنیا کے تمام گوشون سے ان اشخاص کو منتخب کر لیا، جنھین اس بات کی صلاحیت تھی کہ ان کا تذکرہ اس کتاب مین کیا جا سکے، اس کے بعد اپنی رائے کے مطابق شہرون کا ذکر علی الترتیب ان کی اہمیت کے لحاظ سے کیا ہے، وہ یہ ہے، مدینہ، مکہ، بغداد، واسط، کوفہ، بصرہ، اور اسی طرح آخر مشرق تک سلسلہ چلا گیا ہے، پھر شام، عواصم، مصری سرحد، مغربی سواحل اور جنگل کا (جہان کہین کسی شہر کا ذکر آگیا ہے اسی کے ساتھ وہان کے علما و زہاد کا حال بھی درج کیا ہے،) ان لوگون کی تعداد جو طبقہ ذکور سے متعلق ہین (۸۰۰) ہے اور جو طبقہ اناث سے متعلق ہین (۲۰۰) ہے، کتاب کے چھ

بڑے بڑے حصے ہین، اور ہر حصہ (۴۰۰) صفحات پر حاوی ہے، پہلے حصہ کی ۱-۲-۳-۴ جلدین مکتبۂ خدیویہ مین موجود ہین اور دوسرے حصہ کی چھٹی جلد اور پانچوان حصہ کوبرلی مین موجود ہے، یہ کتاب مصر مین شایع ہو چکی ہے،

(۷) اخبار الاذکیا، مصر مین کئی دفعہ چھپ چکی ہے، قاہرہ مین سنہ ۱۳۰۶ھ مین طبع ہوئی، اور فان وتسر گلاٹا نے بھی تہذیب دیگر سنہ ۱۹۲۵ء مین شائع کیا ہے،

(۸) کتاب الحمقا والمغفلین، پیرس وبرلن مین ہے، اسکا ایک نسخہ مدینہ منورہ مین اور ایک نسخہ المجمع العلمی العربی دمشق کے کتبخانہ مین موجود ہے،

(۹) قصص المذکرین، لیڈن مین ہے،

(۱۰) الوفا فی الفضائل مصطفیٰ، لیڈن اور خزانۂ تیموریہ مین ہے،

(۱۱) مناقب عمر بن الخطابؓ، تمام واقعات کو مع اسناد شرح وبسط کے ساتھ بیان کیا ہے، (۸۰) باب مین حضرت عمرؓ کے تمام مناقب اور آپ کے حالات، ادارۂ مملکت، دواوین کی تدوین کی کیفیت، اور آپ کے مکاتیب، امراو قضاۃ، رعیت ودیگر عمال کے ساتھ آپ کے معاملات وتعلقات کا کافی تذکرہ ہے، اس کا ایک نسخہ مکتبۂ خدیویہ مین موجود ہے، لیکن ابتدائی اوراق غائب ہین، کل صفحات (۲۵۰) ہین یہ کتاب مصر مین چھپ گئی ہے،

(۱۲) مناقب عمر بن عبد العزیز - برلن مین سنہ ۱۹۰۰ء مین طبع ہو چکی ہے، مناقب حضرت عمرؓ کی طرح اس مین بھی اہم فوائد کا تذکرہ کیا گیا ہے سلسلہ بنی امیہ مین یہ پہلا خلیفہ ہے جسکو خلافت اچانک حاصل ہوئی، یہ کتاب بھی مصر مین شائع ہو گئی ہے،

(۱۳) مناقب احمد بن حنبلؒ: یہ بہت طویل کتاب ہے، اسمین آپ کے تاریخی حالات، مناقب، اعمال، محنت، مریدین اور احباب واصحاب کے حالات اور وہ اشخاص جنھون نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی، اور جنھون نے آپ کا جنازہ اٹھایا، ان تمام کو بالالتزام معہ اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے، درمیان مین تاریخی ومعاشرتی امور بھی بیان کردیے ہین، مکتبۂ خدیویہ مین اس کا ایک نسخہ جو کہ (۳۸۰) صفحات کبیرہ پر حاوی ہے موجود ہے،

(۱۴) المختار من اخبار المختار، خزانۂ تیموریہ مین موجود ہے،

(۱۵) تاریخ المختصر - المسمیٰ مثیر عزم الساکن الی اشرف الاماکن مقامات مقدسہ کے حالات مین ہے، برلن اور آکسفورڈ مین ہے،

(۱۶) فضائل القدس، برلن مین ہے،

(۱۷) تبصرة الاخبار فی نیل مصر واخواتہ من الانہار، الجزائر کے مکتبہ مین ہے،

(۱۸) تقویم اللسان، عام طور پر لوگ لغت کی جن غلطیون کے مرتکب ہوتے ہین، انھین بیان کیا ہے، ترتیب بلحاظ حروف تہجی ہے، ایک نسخہ آکسفورڈ اور ایک آستانہ کے کتبخانہ لالہ لی مین ہے،

(۱۹) المدہش، یہ کتاب فن قرأت وحدیث ولغت وتاریخ اور مواعظ مین ہے، آکسفورڈ اور مکتبۂ خدیویہ مین ہے،

(۲۰) جامع المسانید والالقاب، فن حدیث مین بہت طویل کتاب ہے، آپ کی تمام تصنیفات مین سب سے بہتر کتاب ہے، اس کتاب کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف نے اپنی عمر کا بیشتر حصہ تالیف وتصنیف مین صرف کیا ہے، اس مین مشہور مسندون کو جمع کیا ہے، بحروف معجم پر ان کو مرتب کیا ہے، خصوصاً مسند ابی ابن کعب کے اصحاب کے اسماء مسند احمد سے پہلے ہین، علاوہ ازین رجال کی مسندون کو طبقۂ اناث کے مسندون سے پہلے بیان کیا ہے، ہر مسند سے ایسی احادیث کو منتخب کیا ہے جو بالکل صحیح ہین، اور جنکو مصنف نے اپنی نظر مین سب سے زیادہ پایۂ تصدیق وصحت کو پہنچی ہوئی تصور کیا ہے، ایک نسخہ خطیہ مکتبۂ خدیویہ مین پانچ ضخیم جلدون مین موجود ہے، دوسرا نسخہ کتبخانۂ بیت دلو مکہ مین ہے،

(۲۱) شرح مشکل الغریبین، مکتبۂ خدیویہ مین ہے،

(۲۲) المنطق المفہوم، فن حدیث مین ہے، اس کا اختصار بھی کیا گیا ہے، یہ کتاب مصر مین بھی طبع ہو گئی ہے،

(۲۳) الموضوعات! فن حدیث مین ہے، مکتبۂ خدیویہ مین ہے،

(۲۴) زاد المسیر فی علم التفسیر:- اسکا ایک نسخہ پانچ جلدون مین مکتبۂ خدیویہ مین ہے،

(۲۵) منہاج القاصدین: شرح علی احیاء علوم الدین للغزالی، اس کا ایک نسخہ پیرس، اور ایک مکتبۂ خدیویہ مین موجود ہے،

کتب خانۂ آصفیہ سرکار عالی (حیدرآباد دکن) بھی قلمی تصانیف کے ذخیرہ کے لیے مشہور ہے، اور عربی وفارسی اور دکھنی زبان کی نایاب اور کمیاب قلمی کتابین کافی تعداد مین اس کتب خانہ مین موجود ہین،

چنانچہ جب ہم نے قلمی کتب کا بغور مطالعہ کیا تو ہم کو علامہ ابن جوزیؒ کی تصنیفات کے چند قلمی نسخون کا پتہ چلا جنھین ہم ذیل مین درج کرتے ہین، ایک بات قابل لحاظ یہ ہے کہ اگرچہ جرجی زیدان نے نہایت کاوش اور سعی دافر سے علامہ ابن جوزیؒ کی تصنیفات کی فہرست تیار کی تاہم یہ کتابین جو آج کتب خانہ آصفیہ مین موجود ہین، ان کا پتہ جرجی زیدان کو بھی نہ ملا، چنانچہ ان اسمار سے اسکی فہرست خالی ہے،

(۲۶) نزہۃ العین :- یہ کتاب فن تفسیر مین ہے،

(۲۷) الزہرۃ الزاہرہ فی الدلالۃ علی قدرۃ العزیز القہار :- یہ کتاب فن حدیث مین ہے،

(۲۸) علل المتناہیہ فی الاحادیث الواہیہ :- یہ کتاب بھی فن حدیث مین ہے، اس کے دو نسخے ہین،

(۲۹) کتاب فی ناسخ الحدیث ومنسوخہ :- یہ کتاب فن حدیث مین ہے،

(۳۰) رؤس القواریر : یہ کتاب فن محاضرات مین ہے،

(۳۱) الفصول المنتخبہ من کتاب المدہش :- یہ کتاب فن مواعظ مین ہے،

(۳۲) المنتخبات المفیدہ من کتاب المدہش :- یہ کتاب فن مواعظ مین ہے،

(۳۳) المنتخب فی النوب :- یہ کتاب بھی فن مواعظ مین ہے،

(۳۴) تلبیس ابلیس :- یہ کتاب بھی فن مواعظ مین ہے،

(۳۵) کتاب الضعفاء والمتروکین :- یہ کتاب فن رجال مین ہے،

(۳۶) کتاب الثبات عند الممات (فن اخلاق ومواعظ مین) اس کا ایک قلمی نسخہ کتبخانہ آصفیہ مین ہے علاوہ ازین ان کی دو کتابین اور چھپی ہین،

(۳۷) مناقب بغداد :- یہ کتاب مصر مین چھپ گئی ہے،

(۳۸) صید الخاطر، امام موصوف کے خیالات کا مجموعہ، ابھی حال مین چھپی ہے،

امام ممدوح کی چند کتابون کا اردو مین بھی ترجمہ ہوا ہے،

(۱) تجنیس تدلیس ترجمہ تلبیس ابلیس :- مترجمہ مولوی عبدالحق اعظم گڈھی مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی سنہ ۱۳۲۳ھ، اس مترجم نے نصف حصہ پر عربی عبارت دی ہے، اور آدھے صفحہ مین اس کا ترجمہ دیا ہے، ترجمہ اچھا ہے، زبان شستہ اور آسان ہے۔

(۲) ولادت سرور عالمؐ :- مترجمہ مولانا عبدالحلیم شررؔ مرحوم، اس نام سے ایک کتاب دلگداز پریس لکھنؤ سے شائع ہوئی ہے، اسکو محقق عدیم المثال علامہ ابن جوزیؒ کے مولد شریف کا ترجمہ بتایا جاتا ہے، لیکن "عرض حال" کے تحت مولانا ے مرحوم تحریر فرماتے ہین کہ "یہ امر کہ یہ مولد کیسا ہے مین اتنا عرض کرنا ضروری سمجھتا ہون کہ جس نامور محقق و ناقد احادیث کی جانب یہ منسوب کیا جاتا ہے مجھے اس کے ان کی تصنیف ہونے مین شک ہے، ابن جوزیؒ کی یہ شان ہے کہ بجز صحیح روایتون کے کسی ضعیف روایت کو ہرگز نہین نقل کرتے، گروہ محدثین بھی اس بارۂ خاص مین ان کو مستند سمجھتا ہے، اگر اس تصنیف مین نقل روایات کے متعلق ہرگز وہ احتیاط نہین برتی گئی جو ابن جوزیؒ کی خصوصیت ہے، ابن خلکان مین مین نے ابن جوزیؒ کی تصانیف کی فہرست دیکھی اس مین بھی کہین اس مولد شریف کا تذکرہ نہین ہے" لہذا اس کو علامہ ابن جوزیؒ کی مولد شریف کا ترجمہ کہنا مشکل امر ہے،

مولود النبی کے نام سے اسی مولد شریف کا ترجمہ انوار پریس لکھنؤ سے بھی شائع ہوا ہے جس مین صفحہ کے ایک کالم مین اصل عبارت ہے اور اس کے مقابل دوسرے کالم مین اردو ترجمہ ہے، مگر چونکہ یہ بات پایہ صداقت کو نہین پہنچتی کہ اصل عربی عبارت علامہ ابن جوزیؒ کی تصنیف شدہ ہے لہذا ہم قطعی طور پر یہ نہین کہہ سکتے کہ یہ ترجمہ بھی علامہ ابن جوزیؒ کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے،

حیاتِ فخرِ کائنات، مصنفہ لطف اللہ احمد، آنحضرت صلعم کی سیرت مبارکہ پر نہایت اہم اور قابلِ ذکر کتاب ہے، اس کی تین ضخیم جلدین ہین، اس کی تالیف مین عربی کتبِ حدیث و سِیَر اور تاریخ کے علاوہ فارسی اور ترکی ماخذون سے بھی مدد لی گئی ہے، فرنچ، جرمن اور انگریزی لٹریچر مین آنحضرت صلعم کی عظمت و تقدس پر جس قدر سرمایہ ہے، مناسب کے اقتباسات لیے ہین، یورپین سیرت نگار اسپرنگر، میور، مارگلس، ڈوزی اور دوسرے ممتاز مصنفین کے آراء و افکار پر تحقیق و تنقید ہے، اس حیثیت سے یہ کتاب بہت زیادہ قابل قدر ہوگئی ہے،

جلد اول حجم ۵۱۴ صفحے اس مین عرب کا جغرافیہ اور عربِ جاہلی کی تاریخ اور آنحضرت صلعم کی مکہ کی ۱۳ سالہ زندگی کے مفصل واقعات ہین،

جلد دوم، یہ جلد دو حصون پر مشتمل ہے، پہلے مین مدینہ کی ابتدائی زندگی سے لیکر غزوۂ احد تک کے واقعات ہین، دوسری مین موسوی اور عیسوی صحائف کی لفظی اور معنوی تحریف پر تنقیدی نظر منسوخ احکام پر بحث، عقلی و مذہبی اور حضرت عیسٰی کے اقوال سے عقیدۂ تثلیث کا ابطال ہے، آخر مین کتب مقدسہ سے ظہورِ نبوی کی پیشین گوئیان دکھائی ہین،

جلد سوم حجم ۵۸۲ صفحے اس مین غزوۂ احد کے بعد سے لیکر آنحضرت صلعم کی وفات اور تجہیز و تکفین وغیرہ تک کے مفصل حالات ہین،

ہزار و یک حدیث، ضخامت ۲۰۴ صفحات، اسکے اصل مؤلف حاجی عارف بک مرحوم ہین، پہلی مرتبہ عبدالرشید بن ابراہیم نے ترکی مین اس کا ترجمہ کر کے مع متن شائع کیا تھا، زیر نظر مجموعہ اسی ترکی ترجمہ کا ترجمہ ہے، اس مجموعہ مین عقائد و عبادات، معاملات اور اخلاقیات کی ایک ہزار حدیثین جمع کیگئی ہین اصل ماخذ سیوطی کی جامع الصغیر اور کتاب منادی ہے، متن کے نیچے فارسی ترجمہ ہے، ترجمہ کے بعد انکی توضیح اور فائدہ دیا ہے، شروع مین ایک مختصر مقدمہ ہے جس مین محدثین کے فضائل، احادیث کی تدوین راویون کی جرح و تعدیل، احادیث کے اقسام، امام بخاری کی کوششین، کتب احادیث کی مختلف قسمین

افغانستان کی علمی ترقیان

فارسی تالیفات و تراجم کا نیا دور

از

مولوی شاہ معین الدین احمد صاحب ندوی رفیق دار المصنفین

افغانستان ایک زمانہ مین علم و فضل کا مرکز تھا، غزنوی خاندان کی علم پروری کا افسانہ صدیان گذرنے کے بعد اب بھی تازہ ہے، تاہم اس کے انحطاط کے پچھلے دور نے اسکی علمی ترقیون کو بالکل بھلا دیا ہے، لیکن بحمد اللہ اب پھر ایک نئے دور کا آغاز ہو رہا ہے،

شاہ امان اللہ خان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے چند سالہ عہدِ حکومت مین افغانستان ہر شعبہ مین جس سرعت کیساتھ ترقی کر رہا ہے وہ حد درجہ حیرت انگیز ہے، مادی ترقیون کے ساتھ ساتھ ذہنی اور دماغی نشو و نما کے لیے درسگاہین بن رہی ہین، علوم و فنون کے ادارے کھل رہے ہین، تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری ہے، تاریخ جغرافیہ، سیرت مذہبیات، اور مختلف جدید و قدیم علوم و فنون پر نہایت سرعت سے تالیفین ہو رہی ہین، غیر زبانون کی مفید کتابون کے ترجمے کئے جا رہے ہین، وہ دن دور نہین ہے کہ افغانستان کا دامن جدید و قدیم علوم و فنون سے مالامال ہو جائیگا اور فارسی کے مردہ قالب مین ایک نئی جان پڑ جائیگی،

حال مین افغانستان کے شعبۂ تالیف و تصنیف نے اپنی مترجمات و تالیفات کا ایک سلسلہ دار المصنفین کو عنایت کیا ہے، جس سے افغانستان کی موجودہ علمی تحریکات اور دماغی نشو و نما کا سراغ ملتا ہے، اس سلسلہ مین مذہبی و غیر مذہبی، جدید و قدیم علوم و فنون کی مختلف کتابین ہین، انہین سے اکثر کے مترجم سید رضا علی زادہ اور ناشر دبیلتر(؟) شیر محمد خان ساکن قرہ باغ غزنین ہین، اس سلسلہ مین حسب ذیل کتابین ہین،

مختصر الفاظ مین بتائی ہین،

عصرِ سعادت، مصنفہ ش شرف حجم ۱۱۵ صفحہ یہ بھی آنحضرت صلعم کی سیرت ہے، اس مین آپ کی حیات طیبہ کے تمام اہم واقعات ہین، آخر مین آپ کے اخلاق وعادات اور شمائل بھی دیئے ہین،

رشحاتِ نبوی، حجم ۲۰۵ صفحات مصنف کا نام تحریر نہین ہے، اسمین آنحضرت صلعم کے مختلف اقوال و احادیث کو ۶ ابواب مین جمع کیا ہے، پہلے باب مین وہ حدیثین ہین جنکا تعلق علم وتعلیم سے ہے، دوسرے مین وہ ہین جنکا تعلق صنعت وحرفت، زراعت وتجارت اور کسب معاش سے ہے، تیسرے مین وہ ہین جنکا تعلق طب اور ممنوعہ علوم سے ہے چوتھے مین اخوت واتحاد کی حدیثین ہین، پانچوین مین سیاسیات کی ہین، چھٹے مین متفرق ہین، احادیث کے نیچے فارسی ترجمہ بھی دے دیا ہے،

اصحاب کرام مصنفہ ش شرف اس کے دو حصے ہین، پہلا حصہ حجم ۵۴ صفحہ، اس مین بہ ترتیب خلفاء اربعہ کے حالات ہین، ان کے اخلاق وعادات، ان کے اوصاف، ان کی زندگی کے اہم واقعات اور فضائل ومناقب ہین، اگر ان مین فتوحات کے بیان کا بھی اضافہ ہوتا تو زیادہ کار آمد اور مفید ہو جاتی،

دوسرا حصہ حجم ۱۸۰ صفحات، اس مین حضرت طلحہؓ، زبیرؓ، عبد الرحمٰنؓ بن عوف، سعد بن ابی وقاصؓ، ابو عبیدہ بن جراحؓ، حمزہؓ، عباسؓ، حسنؓ، حسینؓ، فاطمہؓ، خدیجہؓ، عائشہؓ، عبد اللہ بن مسعود، عبد اللہ بن عمر، خالد بن ولید، عبد اللہ بن عباس، زید بن ثابت، انس بن مالک، ابو ہریرہ، رضی اللہ عنہم اجمعین کے مختصر سوانح حیات، اخلاق وعادات، فضل وکمال اور فضائل ومناقب ہین،

تاریخ اسلام، مصنفہ محمود اسعد افندی، جزء اول ۴۰۰ صفحات، اس حصہ کے باب اول مین حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت عیسیٰؑ تک مشہور پیغمبرون اور ان کی امتون کے حالات، اور تاریخ قدیم کے اہم واقعات ہین، دوسرے باب مین اسلام کے پہلے کی عرب حکومتون سے آنحضرت صلعم کی وفات تک کے مختصر حالات ہین،

دوسرا حصہ، حجم ۴۰۴ صفحات، تیسرے باب مین خلافت راشدہ، بنو امیہ، بنو عباس، اور بنو امیۂ اندلس کے مختصر حالات ہین، نہایت اختصار سے اکثر سلاطین کے صرف نام گنا دیئے ہین، اور اس عہد کے اہم واقعات دیدیئے ہین، چوتھے باب مین طوائف الملوکی کے دور کے حالات ہین بنو اغلب، بنو فاطمہ، بنو طاہر، بنو لیث، آل سامان، آل بویہ، آل غزنوی، آل تونشگین، سلاطین ملاحدہ، اتابکہ، قرہ ختائی، سلاطین کرت، آل مظفر، حکومت ایوبیہ، چرکسی غلام، سلجوقی ایران، سلجوقی کرمان، سلجوقی روم، چنگیز خانی، چنگیز خانیہ، ایران، اور تیمور لنگ وغیرہ کی حکومتون، کے اہم اور مختصر حالات قلمبند کئے ہین، پانچوین باب مین صلیبی جنگون کے حالات اور اس کے اثرات ونتائج دکھائے ہین، چھٹے باب مین تمدنِ اسلام کے عنوان کے تحت مین مسلمانون کے علوم فنون اور صنعت وحرفت کی خدمت، ان کے ادارون کی تنظیم، زراعت، تجارت، عام فنون اور عربی صنعتون کا ذکر کیا ہے، پھر آخر مین دکھایا ہے کہ مشرقی تہذیب مغرب مین کس طرح گئی، پھر موجودہ اسلامی آبادی پر مختلف پہلوؤن سے نظر ڈالی ہے،

مختصر تاریخ اسلام، حجم ۱۱۲ صفحات، اس مین مصنف کا نام مرقوم نہین ہے لیکن غالباً یہ کتاب بھی تاریخِ اسلام کے مصنف کی تالیف ہے، کیونکہ اس مین انھین دونون جلدون کے مختصر حالات ہین، اور اس کو تاریخِ اسلام کا خلاصہ سمجھنا چاہیئے،

مدنیتِ اسلام، حجم ۴۴۰ صفحات یہ دلچسپ کتاب عرفان زادہ کی تالیف ہے، اس کی تالیف مین مصنف نے کافی محنت اٹھائی، اور سیکڑون خرمنون سے ایک ایک دانہ چن چنکر معلومات کا یہ سرمایہ بہم پہنچایا ہے، کتاب اپنے موضوع، تنوعِ مباحث اور گوناگون معلومات کے لحاظ سے قابل داد ہے، اس کو اسلامی علوم وفنون کی تاریخ کہنا چاہیئے، شروع مین عرب کا جغرافیہ، اس کی تاریخ، قبائل کے انساب، عرب جاہلی کا تمدن، ان کا استقلال، ان کی حکومتین، مذہب، اخلاق وعادات، شعر وشاعری، خطابت، ظہورِ اسلام، پھر آنحضرت صلعم بعثت سے امویۂ اندلس تک ۸ دور قائم کئے ہین، دور اول خلفائے راشدینؓ سے دولت امویہ تک، دور دوم بنو عباس، اس عہد کی فتوحات، اور علمی ترقیان، دور سوم مصر واندلس اور عباسیہ کا زوال، دور چہارم سلجوقیون کا ظہور، جنگ صلیبی کا آغاز، دور پنجم صلیبیون کی یورش اور صلاح الدین کا مقابلہ، دور ششم جنگ صلیبی کا اختتام

مختصر الفاظ مین بتائی ہین،

عصرِ سعادت، مصنفہ ش شرف حجم ۱۱۵ صفحہ یہ بھی آنحضرت صلعم کی سیرت ہے، اس مین آپ کی حیات طیبہ کے تمام اہم واقعات ہین، آخر مین آپ کے اخلاق وعادات اور شمائل بھی دیئے ہین،

رشحاتِ نبوی، حجم ۲۰ صفحات مصنف کا نام تحریر نہین ہے، اسمین آنحضرت صلعم کے مختلف اقوال و احادیث کو ۶ ابواب مین جمع کیا ہے، پہلے باب مین وہ حدیثین ہین جنکا تعلق علم وتعلیم سے ہے، دوسرے مین وہ ہین جنکا تعلق صنعت وحرفت، زراعت وتجارت اور کسب معاش سے ہے، تیسرے مین وہ ہین جنکا تعلق طب اور ممنوعہ علوم سے ہے چوتھے مین اخوت واتحاد کی حدیثین ہین، پانچوین مین سیاسیات کی ہین، چھٹے مین متفرق ہین، احادیث کے نیچے فارسی ترجمہ بھی دے دیا ہے،

اصحابِ کرام مصنفہ ش شرف اس کے دو حصے ہین، پہلا حصہ حجم ۵۴ صفحہ، اس مین بہ ترتیب خلفاء اربعہ کے حالات ہین، ان کے اخلاق وعادات، ان کے اوصاف، ان کی زندگی کے اہم واقعات اور فضائل ومناقب ہین، اگر ان مین فتوحات کے بیان کا بھی اضافہ ہوتا تو زیادہ کارآمد اور مفید ہوجاتی،

دوسرا حصہ حجم ۸۰ صفحات، اس مین حضرت طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمنؓ بن عوف، سعد بن ابی وقاصؓ، ابوعبیدہ بن جراحؓ، حمزہؓ، عباسؓ، حسنؓ، حسینؓ، فاطمہؓ، خدیجہؓ، عائشہؓ، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر، خالد بن ولید، عبداللہ بن عباس، زید بن ثابت، انس بن مالک، ابوہریرہ، رضی اللہ عنہم اجمعین کے مختصر سوانح حیات، اخلاق وعادات، فضل وکمال اور فضائل ومناقب ہین،

تاریخ اسلام، مصنفہ محمود اسعد افندی، جزء اول ۸۰ صفحات، اس حصہ کے باب اول مین حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت عیسیٰؑ تک مشہور پیغمبرون اور ان کی امتون کے حالات، اور تاریخ قدیم کے اہم واقعات ہین، دوسرے باب مین اسلام کے پہلے کی عرب حکومتون سے آنحضرت صلعم کی وفات تک کے مختصر حالات ہین،

دوسرا حصہ، حجم ۸۰ صفحات، تیسرے باب مین خلافت راشدہ، بنو امیہ، بنو عباس، اور بنو امیۂ اندلس،

کے مختصر حالات ہین، نہایت اختصار سے اکثر سلاطین کے صرف نام گنا دیئے ہین، اور اس عہد کے اہم واقعات دیدیئے ہین، چوتھے باب مین طوائف الملوکی کے دور کے حالات مین بنو اغلب، بنو فاطمہ، بنو طاہر، بنولیث، آل سامان، آل بویہ، آل نوشتگین، سلاطین ملاحدہ، اتابکہ، قرہ ختائی، سلاطین کرت، آل مظفر، حکومت ایوبیہ، چرکسی غلام، سلجوقی، سلجوقی ایران، سلجوقی کرمان، سلجوقی روم، چنگیز خانی، چنگیز خانیہ ایران، اور تیمور لنگ وغیرہ کی حکومتون کے اہم اور مختصر حالات قلمبند کئے ہین، پانچوین باب مین صلیبی جنگون کے حالات اور اس کے اثرات ونتائج دکھائے ہین، چھٹے باب مین تمدنِ اسلام کے عنوان کے تحت مین مسلمانون کے علوم فنون اور صنعت وحرفت کی خدمت، ان کے ادارون کی تنظیم، زراعت، تجارت، عام فنون اور عربی صنعتون کا ذکر کیا ہے، پھر آخر مین دکھایا ہے کہ مشرقی تہذیب مغرب مین کس طرح گئی، پھر موجودہ اسلامی آبادی پر مختلف پہلوؤن سے نظر ڈالی ہے،

مختصر تاریخ اسلام، حجم ۱۱۲ صفحات، اس مین مصنف کا نام مرقوم نہین ہے لیکن غالباً یہ کتاب بھی تاریخ اسلام کے مصنف کی تالیف ہے، کیونکہ اس مین انھین دونون جلدون کے مختصر حالات ہین، اور اس کو تاریخ اسلام کا خلاصہ سمجھنا چاہیئے،

مدنیتِ اسلام، حجم ۴۰۲ صفحات یہ دلچسپ کتاب عرفان زادہ کی تالیف ہے، اس کی تالیف مین مصنف نے کافی محنت اٹھائی اور سیکڑون خرمنون سے ایک ایک دانہ چن چنکر معلومات کا یہ سرمایہ بہم پہنچایا ہے، کتاب اپنے موضوع، تنوعِ مباحث اور گوناگون معلومات کے لحاظ سے قابل داد ہے، اس کو اسلامی علوم وفنون کی تاریخ کہنا چاہیئے، شروع مین عرب کا جغرافیہ، اس کی تاریخ، قبائل کے انساب، عرب جاہلی کا تمدن، ان کا استقلال، ان کی حکومتین، مذاہب، اخلاق وعادات، شعر وشاعری، خطابت، ظہورِ اسلام، پھر آنحضرت صلعم بعثت سے امویہ اندلس تک ۸ دور قائم کئے ہین، دور اول خلفائے راشدینؓ سے دولت امویہ تک، دور دوم بنو عباس، اس عہد کی فتوحات، اور علمی ترقیان، دور سوم مصر واندلس اور عباسیہ کا زوال، دور چہارم سلجوقیون کا ظہور، جنگ صلیبی کا آغاز، دور پنجم صلیبیون کی یورش اور صلاح الدین کا مقابلہ، دور ششم جنگ صلیبی کا اختتام

مسلمانون کی فتح، تاتاریون کا خروج، بغداد کی تباہی، عباسیون کی بربادی، دور ہفتم مسلمانون کا زوال، دور ہشتم اندلسی مسلمانون مین پھوٹ، عیسائیون کی یورش، اسپین کا سقوط عالم اسلامی کا انحطاط و زوال، اور قسطنطنیہ کی فتح عثمانی سلطنت کا قیام،

اس کے بعد مسلمانون کے علوم کا تذکرہ شروع ہوتا ہے، مسلمانون کے خاص مذہبی علوم اور ان کی تدوین، عام علوم کی طرف میلان، علمی حرکت، ہارون و مامون کی علمی خدمتین، عباسی مترجمین کے تراجم، یونانیون سے خوشہ چینی، ارسطاطالیس، جالینوس، اقلیدس، ارخمیدس، ابلونیوس، منالاوس، بطلیموس، ابرخس کی کتابون کے ترجمے، ہندیون سے خوشہ چینی، منکہ اور ابن دھن کی کتابون کے ترجمے، نبطی کتابون کے ترجمے، مسلمان مؤلفین اور مصنفین، یعقوب کندی، فلسفہ مین مسلمانون کا اضافہ، مسلمان فلاسفہ، ابن سینا، ابن رشد، ابوبکر رازی کے حالات انکی کتابین، ریاضی مین مسلمانون کا حصہ، ہیئت اور علم الافلاک مین مسلمانون کے کارنامے، رصد خانے، مسلمانون نے کیا کیا آلات بنائے، طب مین مسلمانون کی مہارت، اور اس مین اصلاح و ترقی، علم نباتات اور اس مین مسلمانون کی ترقی، اور ان کی کتابین، مسلمان اطباء کی کثرت، انتظامی نظام، عالم اسلام کے بیمارستان اور شفاخانے انکا نظام، علم کیمیا مین مسلمانون کا کارنامہ، ان کے بعض کیمیائی اختراعات، علوم طبیعیہ مین ان کی دستگاہ، جغرافیہ مین مسلمانون کی تصانیف، مسلمان جغرافیہ نویس، جغرافیہ کے لیے ابن حوقل اور اصطخری کا سفر، تاریخ عام اور تاریخ خاص مین مسلمانون کی کتابین، لٹریچر مین ترقی، موسیقی مین کمال، آلات موسیقی، مسلمان مغنی، علمی انجمنین، مکاتب و مدارس، اسلامی ملکون مین درسگاہون کی کثرت، کتب خانے اور دار المطالعہ، کتب خانون کی وسعت اور انکا نظام، مسلمانون کے علوم کے فوائد اور اثرات، جنگی کشتیان وغیرہ وغیرہ۔

تاریخ عمومی، مصنفہ محمد مراد، حجم ۵۳۹ صفحات، یہ کتاب ۳ دورہ، فصل اور ۳۲ ابواب پر منقسم ہے، پہلا دور عہد قدیم سے پہلی صدی کے خاتمہ یعنی مغربی روما کی شہنشاہی کے اختتام تک، دوسرا قرون وسطی یعنی مغربی روما کے اختتام سے لیکر مشرقی روما کی شہنشاہی کے اختتام تک، تیسرا دور قرون اخیر یعنی قسطنطنیہ کے سقوط سے ابتک، آخر مین گذشتہ جنگ عظیم کی تاریخ ہے، اس کتاب مین ایشیا و یورپ کی تمام اقوام

اور حکومتون کی ان کی ابتدائی حالت سے لیکر موجودہ دور تک مختصر تاریخ ہے، غیر ترقی یافتہ زبانون کی کسی کتاب مین تاریخ عام کے اتنے معلومات غالباً نہ مل سکین گے، اس مین دنیا کا کوئی اہم واقعہ نہین چھوٹا ہے،

ترکستان، مصنفہ مختار بکر، حجم ۲۷۴، اس کتاب مین چینی ترکستان، افغانی ترکستان، اور مغربی ترکستان جو اس وقت روس کے ماتحت ہے تینون کی مفصل تاریخ ہے، بلکہ اس کو تاریخ کے بجائے ترکستان کا جغرافیہ اور اسکی تمدنی تاریخ کہنا چاہیے، کیونکہ اس مین یہی دونون چیزین دکھائی گئی ہین، ترکستان کی حکومتون اور انقلابات کا تذکرہ نہین ہے، کہین کہین کسی مقام پر ضمناً آگیا ہے زیادہ حصہ پہاڑ، دریا، نباتات، معدنیات، حیوانات، آب و ہوا، پیداوار، صنعت و حرفت، تجارت، علوم و معارف، مدارس، مکاتب اور سیاسی و ملکی ادارون کے ذکر مین ہے، البتہ مغربی ترکستان مین روسیون کے داخلہ کے واقعات ہین،

مختصر تاریخ روس، مؤلفہ نور علی نادیف، حجم ۱۲۲ صفحات، یہ روس کے استقلال حکومت کے قبل سے سنہ ۱۹۱۷ یعنی زار روس کے عزل تک کی مختصر تاریخ ہے، روسی قومین، ان کی حکومتون اور انقلابات سب کا تذکرہ ہے، روس کے اہم واقعات و حوادث کی علیحدہ فہرست ہے، آخر مین ناشر نے ایک ضمیمہ کا اضافہ کیا ہے، جس مین روس کے بالکل آخری دور کے حالات ہین، جنکا زمانہ حصہ جنگ عظیم اور روس پر مشتمل ہے،

تربیت زنبور عسل، مصنفہ شینچنکو، ضخامت ۴۳ صفحات، یورپ والون نے شہد کی مکھی کی پرورش و پرداخت اور ان سے شہد حاصل کرنے کے طریقون کے اصول و ضوابط مقرر کرکے اس کو مستقل فن کی حیثیت دیدی ہے، اور اس موضوع پر متعدد کتابین لکھی جاچکی ہین، اس کتاب مین شہد کی مکھی کی اقسام، ان کی پرورش و پرداخت وغیرہ پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اس کے اصول و قواعد بتائے گئے ہین، مزید وضاحت اور سمجھانے کے لیے مکھیون کے مختلف حالات کی تصویرین دیدی ہین،

مراسلات، ضخامت ۱۰۰ صفحات، یہ کتاب فن انشا پر ہے، انشائے خلیفہ اور انشائے مادھورام وغیرہ کے اسلوب پر لکھی گئی ہے، البتہ ضرورت زمانہ کے لحاظ سے بعض اضافے ہین، ابتدا مین فن انشا پر

ایک مقدمہ ہے، پھر مختلف چھوٹے بڑے عزیزون، رشتہ دارون، اور دوستون وغیرہ کے نام ۳۱ خطوط اوران کے جوابات ہین، ۲۰ مختلف تقریبون کے برقی پیامات کے مضامین ہین، کچھ وصیت نامون، وکالت نامون، ہبہ نامون، اور دوسرے شرعی ناموں کے مضامین ہین، آخرمین ان الفاظ کی جن کی انشا مین ضرورت پڑتی ہے فرہنگ ہی،

ضروریاتِ دینیہ اسلامی عقائد، اعمال اور مسائل پر جامع رسالہ ہے، اس مین روزہ، نماز، وغیرہ کے تمام ضروری مسائل موجود ہین،

عقیدۂ اسلامیہ اسمین سوال وجواب کی صورت مین اسلامی عقائد واسلام کو دکھایا ہے،

اذکارُالصلواۃ، اس مین چھوٹی چھوٹی قرآن کی صورتین اور مختلف دعائین مع ترجمہ ہین یہ تینون رسالے انجمن حمایت الاسلام لاہور کے اسلوب پر لکھے گئے ہین،

سالِ نخستین، بچون کی آغازِ تعلیم کے لئے حروف تہجی کی پہلی کتاب ہے، ایک حصہ مین مفرداور مرکب حروف کی مختلف شکلین ہین، دوسرے مین حکیمانہ اور نصیحت آمیز حکایات ہین،

ان مذکورہ کتابون کے علاوہ وہان کی وزارتِ تعلیم نے سالِ رواں مین مختلف علوم کی درسگاہون کے لیے مختلف علم وفن کی ۲۸ کتابین منظور کی ہین، ان مین سے بعض نصاب مین داخل ہون گی، اور بعض مطالعہ کے لیے مخصوص ہونگی، ان کتابون، اوران کے مؤلفون اور مترجمون کی فہرست یہ ہے، جو امان افغان مورخہ ۲۰ شوال ۱۳۴۶ھ سے ماخوذ ہے،

(۱) کتاب حقوق (قانون) مولفہ عاطف کمال (۲) کتاب حقوق اداره مؤلفہ عاطف کمال

(۳) مقدمہ حقوق و قواعد " " (۴) حقوق جزاء (فوجداری) جراد بیگ

(۵) فن مالی (خدمات مالیہ) جراد بیگ (۶) علم تربیت، ہاشم شائق،

(۷) حقوق تجارت (قوانین تجارت) آقاے صفوی، (۸) جغرافیہ افغانستان، محمد علی خان

(۹) فزک (طبیعیات) عبدالستار خان (۱۰) فزک (طبیعیات) عبدالستار خان،

(۱۱) فزک (طبیعیات) آقاے شیوا، (۱۲) کیمیا آقائے شیوا

(۱۳) تاریخ محمد علم خان (۱۴) نباتات، سید علی اختر خان،

(۱۵) نباتات، سید علی اختر خان (۱۶) کتاب معرفۃ الارض (جغرافیہ) سید علی اختر خان

(۱۷) جبر ومقابلہ (ریاضی) محمد اشرف خان (۱۸) ہندسہ، محمد اشرف خان

(۱۹) ارتقاے اصول تربیت، مترجم آقا محمد ابراہیم خان (۲۰) نظم ونسق تعلیم جاپان، مترجم آقاے محمد حسین، یہ شاید نواب مسعود جنگ حیدرآباد کی کتاب کا ترجمہ ہو،

(۲۱) بدھی صنعتین، مترجم آقائے صفوی (۲۲) مناظر طبعی کی تصویر کشی کی ہدایات حصہ اول از عبدالصمد خان، (۲۳) اشیا کی صفات اور رنگ کی آمیزش کی تمہید مین. عبدالصمد

(۲۴) خاص تصویر کشی مین حصہ دوم " (۲۵) حصہ سوم " " "

(۲۶) واٹر کلر کے ذریعہ سے مناظر کی تصویر کشی کا فن، (۲۷) انسانی شبیہ مین رنگ بھر کا فن " "

(۲۸) فن تصویر کشی پانی مین رنگ ملا کر " " (۲۹) تمدنِ جدید مترجم ادیب خان،

الفاروق

حضرت عمر فاروق اعظم کی لائف اور طرز حکومت

اگرچہ مسخ شدہ صورت مین معمولی کاغذ پر اس گران پایہ کتاب کے بیسیون اڈیشن فروخت ہورہے ہین، مگراہل نظر کو ہمیشہ اس کے اعلیٰ اڈیشن کی تلاش رہی ہی، مطبع معارف نے نہایت اہتمام وسعی بلیغ سے اسکا نیا اڈیشن تیار کرایا ہے، جو حرف بحرف نامی پریس کانپور کی نقل ہے، نہایت عمدہ کتابت اعلیٰ چھپائی، عمدہ کاغذ، دنیاے اسلام کا رنگین نفیس نقشہ مطلا ٹائیٹل، ضخامت ۳۱۲ صفحے، قیمت للعہ

تلخیص و تبصرہ

ترکستان کی بسمچی تحریک

نہ صرف ہندوستان بلکہ ایک بڑی حد تک تمام دنیا کو اس بات کی کوئی خبر نہیں ہے، کہ سابق روسی حکومت کے مسلمان باشندوں اور بالشویک حکومت میں جو مسلسل جنگ آزادی نہایت سختی سے جاری رہی، اُسکے حقیقی حالات کیا تھے؟ اور اسکے اہم واقعات کیا ہیں؟ حال میں فرانس کے علمی سالہ مجلہ دنیائے اسلام Revue du monde Islam نے "بالشویک اور اسلام" کے نام سے ایک خاص نمبر شائع کیا ہے، اور اب ایشیاٹک ریویو نے قلب مشرق Heart of Asia کے مستقل عنوان کے ماتحت وسط ایشیا کے حالات اور تحریکوں کے متعلق ایک سلسلہ مضامین شروع کیا ہے،

اسکے آخری نمبر میں مذکورہ بالا عنوان پر مصطفی شوکت کا لکھا ہوا مضمون ہے، مصطفی شوکت وہی شخص ہے جسے نومبر سنہ ۱۹۱۷ء میں مسلمانان ترکستان کی کانفرنس نے اپنی عارضی آزاد اسلامی حکومت کا صدر مقرر کیا تھا، اور سنہ ۱۹۱۸ء میں اسے زبردستی فنا کر دیا گیا، اسلئے ایک ایسے ذمہ دار اور "راز درون پردہ" سے واقف شخص کے بیانات یقینا ایک بڑی حد تک صحت پر مبنی ہوں گے،

اقوام کی طرح الفاظ بھی اپنی تاریخ رکھتے ہیں، اور "بسمچی" کا لفظ اس دعوی کی بہترین دلیل ہے، علم صرف کے لحاظ سے "بسمچی" ترکی فعل "بسمک" سے مشتق ہے، اسکے معنی "دبانا" "ظلم کرنا" اور "عہد شکنی" کے ہیں، چنانچہ ازبکوں کی زبان میں بسمچی کے معنی "ڈاکو" "رہزن" اور "وعدہ شکن" کے ہیں، اور اب اس لفظ سے جو معنی کسی صورت سے بھی اس ابتدائی معنی سے کوئی تعلق نہیں رکھتا، اس تحریک کو مراد لیا جاتا ہے، جو ترکستان میں بالشوکوں کے خلاف بڑے پیمانہ پر کی گئی تھی، یہ کتنا ہی جرأت انگیز کیوں نہ نظر آئے، بہرحال اس لفظ نے خود ترکستان میں، جہاں کوئی بالشوک اثر نہیں،

اپنے تکلیف دہ معنی سے آزادی حاصل کر لی ہے، اور اب یہ "قوم پسند باغی" یعنی جس شخص نے بالشوکوں کے خلاف جنگ میں حصہ لیا ہو، کا مترادف ہے، اور اب یہاں اس لفظ سے وہی معنی مراد لئے جاتے ہیں، جو دنیائے اسلام میں "مجاہد" کے لفظ سے، اور اسطرح اکتوبر کے انقلاب نے "بسمچی" (ڈاکو) کے لفظ کو بلند کر کے "مجاہد" کے ہمدوش کر دیا ہے،

بالشوک حکومت کے اندر اسکے خلاف جتنی جماعتیں پیدا ہوئیں، ان میں یہ بسمچی تحریک ہی سب سے زیادہ سخت جان ثابت ہوئی اس تحریک کی ابتدا اسوقت سے ہوتی ہے، جبکہ بالشوکوں نے فروری سنہ ۱۹۱۸ء میں خوقند کی ترکستان کی عارضی خود مختار حکومت کا خاتمہ کر دیا تھا، اور اسکے بعد بھی برسوں تک یہ تحریک قائم رہی، وقتاً فوقتاً، وسط ایشیا کے مختلف ممالک میں اس کی مختلف جماعتیں نمودار ہوتی رہیں، حتی کہ گذشتہ اکتوبر میں جبکہ انقلاب اکتوبر کی دسویں سالگرہ منائی جا رہی تھی، تو جنید خان کی جماعت کے نمودار ہونے سے وسط ایشیا کی بالشوک حکومت کو سخت پریشانی ہوئی یہ جنید خان، خیوا کے ترکمانوں کا قدیم رئیس تھا، اور یہی وہ شخص ہے، جس نے آخری شاہ خیوا سید اسفندیار کو معزول کیا تھا، کئی برسوں کی لڑائی کے بعد بالشوک حکومت نے جنید خان سے صلح کر لی تھی، لیکن اسکے قدیمی ہمدردوں کو نہ صرف ستایا گیا بلکہ کئی اشخاص کو قتل بھی کر دیا گیا، اور ان حالات نے اُسے مجبور کر دیا کہ وہ ایک مرتبہ پھر ان کے خلاف علم بغاوت بلند کرے تمام بالشوک ترکستان کی فوجیں جمع کی گئیں، مختلف خطرات کا اعلان کیا گیا، اور ایک جنگی انقلابی مجلس مرتب کی گئی کہ جسطرح بھی ممکن ہو، ہر قسم کی خلاف بالشوک تحریک کو دبایا، اور تحریک بسمچی کو خصوصاً فنا کر دیا جائے ترکستان کے روسی اخبارات نتائج کے متعلق بالکل خاموش ہیں، لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ، اس مرتبہ بھی ناکامیابی کا سامنا ہوا ہے، اگرچہ اب موجودہ صورت حال میں اس بات کی کوئی توقع نہیں ہے، کہ یہ تحریک پھر اسی زور سے پیدا ہو، لیکن اس نے تمام ترکستان میں جو عام جذبات پیدا کر دئے ہیں، اور اس کے ماتحت جو اہم واقعات رونما ہو چکے ہیں، ان سے تمام لوگوں کو اس بات کا یقین ہو چلا ہے، کہ ایک نہ ایک دن یہ تحریک ضرور بار آور ہوگی، اور وہ دن ضرور آئیگا جب ترکستان روسیوں سے آزاد ہو کر خود اپنے آپ پر حکومت کرے گا،

یہی تحریک تھی جو خوقند کے انقلاب اور تباہی کے بعد فرغانہ پہونچی، اور پھر وہاں سے سنہ ۱۹۲۰ء میں بخارا

تک پھیل گئی، مرحوم انور پاشا اور جمال پاشا اسی تحریک کے سلسلہ مین وہان پہونچے، اور اسی تحریک کی اشاعت و استحکام کے سلسلہ مین انہون نے شہادت کا درجہ حاصل کیا،

"ن"

⁂

ایرانی فن و تمدن

مسٹر ارتھرا دبہم پوپ، امریکہ کے مشہور مستشرقین مین ہین، اور اسوقت چیکاگو کے آرٹ انسٹیٹیوٹ کے شعبہ فنون اسلامی کے مشیر خاص ہین، انہون نے مندرجہ بالا عنوان سے ایک دلچسپ مقالہ انگلستان کے رسالہ ایشیاٹک ریویو مین شائع کیا ہے، اسکے تمہیدی حصہ مین وہ لکھتے ہین،

"دنیا کی تمدنی تاریخ پر ایران کا اثر بہت نمایان ہے، وہ صدیون سے اقوام مین ایک تخلیقی و لازمی قوت کا مالک ہے، نفس اس ملک کے حسن نے اسے نہایت صحیح طور سے مشہور کر رکھا ہے، پر شکوہ پہاڑ درخشان آسمان کو سہارا دے رہے ہین، تازہ سبزہ زار دن اور پر بہار چمنون نے ابتدائے عہد ہی سے اسکے جذبات شعری کو رقصان کر رکھا ہے، اور شعرا نے انہی مین مسرت اور شادمانی حاصل کی ہے،

ایران ہی سے صاحب قوت و جرأت ملوک و سلاطین کے ایک زبردست سلسلہ کا آغاز ہوتا ہے، یہان کے رہنماؤن کی شجاعت، تدبر، مہارت اور بلند حوصلگی نے ایرانی مملکت کو مختلف اوقات مین ہند سے لیکر مصر تک اور بحر روم سے لیکر وسط ایشیا تک وسیع کر دیا ہے، یہ ایران ہی تھا، جس نے روم جیسی پر عظمت و قوت حکومت کا مقابلہ کیا اور اسے شکست دی، اور پھر یہ ایران ہی کے دارا، اردشیر اور شاہ عباس تھے، جنکا نام ہر جگہ عزت سے لیا جاتا ہے،

لیکن ان جنگی فتوحات سے کہین زیادہ ایران کی وہ فتوحات ہین، جو اس نے تمدنی و مذہبی ممالک مین حاصل کی ہین، ہم نے یہ مانا کہ مغربی ایشیا مین ہزار دن میل تک، ایرانی اسلحہ کی جھنکار سنی گئی تھی، لیکن جنگون کی یہ چیخ اور پکار

موت کی خاموشی سے بدل چکی ہے، مگر اس کے شعرا کا ترنم اب بھی سننے والون کے قلب مین جذبات کا ایک حشر پیدا کر رہا ہے، فردوسی، سعدی اور حافظ کا تو ذکر ہی کیا، عمر خیام اور شوشتری جیسے اشخاص بھی اپنے مداحین کی ایک بڑی جماعت رکھتے ہین، اس کے مذہبی رہنماؤن نے تمدن کی رو بدل دی ہے، اور لوگون کے خیالات بلند کر دئے ہین، اور ان کو شریفانہ کارنامون کے لئے آمادہ کر دیا ہے، ایسے کتنے مذہب ہین جو زرتشت و مانی جیسے مذہبی اصحاب فکر پیش کر سکتے ہین، ہم ابن سینا جیسے علمی رہنماؤن کے ممنون احسان ہین، کہ انہون نے یونانی تمدن کے بیش بہا جواہر کو محفوظ رکھا، اور یہی جواہر تھے، جنھون نے یورپ پہونچکر وہان ایک تاریخی باب کا آغاز کر دیا، ایرانی علما نے چین کی ایجادات و انکشافات، اور ہندوستان کے علمی و ریاضی خیالات سے نہ صرف فائدہ اٹھایا بلکہ ان کو اہم اضافون کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کر دیا،

عظیم الشان اسلامی سلطنت کا قیام ایرانی اصحاب فکر کی امداد کا ممنون ہے، عہد عباسیہ کے فقہا، ہیئتی، وزرا، مدبرین، حکام، اور دیوان سب کے سب تقریبًا ایرانی تھے، اور یہ انہی کی مساعی کا نتیجہ تھا کہ دنیا مین اسلامی حکومت کو یہ اثر و اقتدار حاصل ہوا،

لیکن ان سب سے بڑھکر ایران کی شہرت کا ایک بڑا سبب اسکے انفرادی، شاندار، آرائشی فن ہین، دو ہزار سال تک تمام متمدن دنیا ایرانی حسن کی تخلیقی قوت کی دیرینہ و سخنے باج گزار رہی، حکومت رومہ کے آخری دور مین وہان کے امرا ساسانی کپڑون پر بے شمار دولت صرف کرتے تھے، اور آج بھی ان کی سنجیدہ تابش اور آرائشی قوت ہم سے خراج تحسین لئے بغیر نہین رہتی، چین و جاپان کو بھی مختلف طریقون سے یہ فنی و جمالی ورثہ ہمین سے ملا ہے، شمالی ہند کے اکثر تعمیری و تصویری شہ کارون کا سبب ایران ہی ہے، سلجوقیون کے ماتحت ایشیائے کوچک مین فنون کو جو عروج حاصل ہوا، وہ ایک بڑی حد تک ایرانی اساتذۂ فن کی کوششون کا نتیجہ تھا، تمکو مشکل سے کوئی ایسا ترکی فن ملیگا، جس کی یا تو ابتدا ایران مین نہ ہوئی ہو، یا جسے ایرانی صناعون نے ترقی دیکر بام کمال تک نہ پہونچا دیا ہو، بالکل اسی طرح ایرانی فنون، مختلف طریقون سے یورپ تک بھی پہونچے، اور وہان انہون نے وہان کے

فنون مین شان و شوکت، حسن و آرائشِ جمال کا اضافہ کردیا ہے، یہ ایرانی فنون ملک کی سب سے بڑی دولت ہین، انہون نے نہ صرف قوم کے لئے دولت و وقار کا دروازہ کھولدیا ہے، بلکہ اس کی وجہ سے ہر جگہ اور ہر عہد مین اس ملک کے سینکڑون خیر خواہ پیدا کردئے ہین، اور آج متمدن دنیا کا کوئی خطہ بھی ایسا نظر نہ آئیگا، جہان تم کو ایرانی فنون کا ایک مجموعہ نہ ملے، اور دیکھنے والون پر اسکی عزت و محبت کا سکہ نہ بیٹھ جائے،

"ن"

اورئینٹل انسٹیٹیوٹ امریکہ اور اسکے اثری انکشافات

چیکاگو یونیورسٹی کے اربابِ حل و عقد نے ۱۹۱۹ء مین مجلس مشرقیہ کے نام ایک انجمن کی بنیاد ڈالی ہے، اس مجلس کا مقصد دراصل ایک ایسے تجربہ خانہ کا قیام ہے، جس مین بیٹھکر ایک محققِ بنی نوعِ انسان کے ابتدائے عہد کے حالات ظلمت اور بربریت سے تمدن اور تہذیب کی طرف ارتقار، اور متمدن اقوام کی پیدائش کے متعلق تحقیق و تفتیش کرسکے، اور پتہ چلا سکے، کہ امریکہ و یورپ کی تصویر تمدن کا مشرقی سواد کہان سے آیا ہے، کیونکہ اب یہ ایک طے شدہ مسئلہ ہے، کہ انسانی زندگی کی ابتدائی تاریخ ان ممالک مین وسط افریقہ سے شروع ہو کر اشوریہ و بابل تک پہونچی ہے، اور انہین اغراض کو پیش نظر رکھکر اس مجلس نے یہ طے کیا ہے، کہ ان تمام تاریخی علاقون مین تاریخی حیثیت سے پیمائش کرکے ان کے کھنڈرون سے ایسے کتبون کی خاموش تاریخون کا ذخیرہ نکالے جائے، چنانچہ اس انجمن نے ۱۹۲۶ء سے یہ کام شروع کیا ہے،

اسوقت تک اس انجمن نے چھ تاریخی داثری مہین روانہ کی ہین، اور اسوقت بھی انجمن سے پانچ مصروفِ عمل ہین، وادیِ نیل کی مہم ڈاکٹر کے، ایس، سینڈ فورڈ کے ماتحت ہے، اور اسکا صدر مقرر لکسر ہے، ایشیا مین اس کا مرکز علاقۂ فلسطین مین ارمغدان ہے، اور امریکہ مین اس کا مرکزی دفتر ہیکل کا شرقی عجائب خانہ ہے، جو اسی یونیورسٹی کے ماتحت ہے، مجلس کے قیام کے بعد اسکا اولین کام مشرق قریب کی تاریخی پیمائش تھی، اس مین مصر سے لیکر مغربی ایشیا ہوتے ہوئے تمام عراق بھی شامل ہے، کیونکہ اگر ہم نقشہ پر ایک نظر ڈالین، تو ہمکو معلوم ہوگا کہ فلسطین ہی کا اسرائیلی وطن وہ قطعۂ ارضی ہے، جو

ایک طرف مصری اور دوسری طرف اشوری و بابلی تمدن کے وسط مین پڑتا ہے، اور وہ جگہ جہان ان قوتون نے حصول غلبہ کے لئے زور آزمائی کی ہوگی، وہ سلسلۂ کوہ ہے، جو جبل جرمیل کے نام سے مشہور ہے، اس پہاڑ کے درہ کے پاس ہی یار مغدان کا شہر آباد ہے، اور ابتدائے تاریخ سے اب تک جو اہم لڑائیان ہوئی ہین، وہ اسی شہر کے پاس ہی ہوئی ہین، حتی کہ لارڈ النبائی نے فلسطین مین ترکون پر جو سب سے اہم فتح حاصل کی تھی، وہ اسی جگہ تھی، کتابِ مقدس مین بھی اس کا تذکرہ ہے، اگرچہ مورخین اس حقیقت سے انکار کرتے ہین، لیکن امریکن مجلسِ شرقیہ نے جو کتبات وہان سے کھود کر نکالے ہین، ان مین ایک پتھر، ۱ فٹ لمبا اور ۵ فٹ چوڑا بھی ملا ہے، اور یہ خود اس بادشاہ کا اعلان ہے، جس کا تذکرہ کتابِ مقدس مین موجود ہے، اور اسطرح منکر مورخین کو خود بادشاہ کی تحریر سے اپنی غلطی کی اصلاح کرنیکا موقع مل رہا ہے،

اسی طرح اس کی دوسری مہم نے جو مسٹر ایچ، ایچ فان ڈرماڈین کے ماتحت حتی علاقہ مین اثری تحقیقات مین مصروف ہے، وہان عجیب و غریب چیزین کھود کر نکالی ہین، مثلاً وہان ان کو متعدد مٹی کی تختیان ملی ہین، جن مین حروفِ میخی مین عبارتین لکھی ہوئی ہین، اور ان عبارتون مین ان سلاطین و مقامات کا بھی تذکرہ ملتا ہے، جنکو ہم اب تک یونانی شاعر ہومر کی قوتِ متخیلہ کی پیداوار سمجھتے تھے، اس سے زیادہ جو اہم خدمت فان ڈرماڈین نے کی ہے، وہ ۵۵ سے زیادہ حتی شہرون کے مواقع کا پتہ لگانا ہے، اسی طرح مختلف دوسرے اہم انکشافات بھی ہوئے ہین،

"ن"

چھوٹا ناگپور مین اثری تحقیق

سر ایڈورڈ گیٹ نے جو آج سے چند سال پہلے صوبہ بہار و اڑیسہ کے گورنر تھے، ان اثری حالات کے متعلق جنکا رائے بہادر سرت چندر رائے نے پتہ چلایا ہے، لندن کی رائل سوسائٹی آف آرٹس مین ایک تقریر کی تھی، دوران تقریر مین انہون نے کہا،

ہندوستان کے مختلف حصون مین جو مختلف تاریخی حالات معلوم ہوئے ہین، وہ ایک دوسرے سے بہت زیادہ مختلف ہین، اور چھوٹا ناگپور مین جو کچھ بھی پتہ چلا ہے، وہ کالعدم کے برابر ہے، لیکن قبل از تاریخ کے حالات کے لحاظ سے یہ ماتحت صوبہ بہت زیادہ امیر و ممتاز ہے، شمالی ہندوستان مین یہی وہ صوبہ ہے، جہان عہد حجری کی اشیار دستیاب ہوئی ہین، اور عہد معدنی کی چیزین تو بکثرت ملتی ہین،

تانبے اور کانسے کے زیور اور پتھر کے اوزار اکثر نکلتے رہتے ہین، اور بعض مقامات پر تو برسات کے بعد کانچ اور شیشے کے نہایت اچھے دانے اور بعض ٹکڑے ملتے ہین، کوشن بادشاہون کے سکے بھی یہان دستیاب ہوئے ہین، یہان نہ صرف پتھر کے بنے ہوئے مندرون اور منقش پتھرون کے متعدد ٹکڑے ملے ہین، بلکہ آج سے ہزار سال قبل بہار مین جس قسم کی اینٹون سے مکانات بنائے جاتے تھے، ان کے بھی آثار موجود ہین، اس صوبہ مین بڑے بڑے قبرستان ہین، اور ان مین مٹی کے گھڑون پر پتھرون کے کتبے رکھے ہوئے ہین، ان گھڑون مین انسانی ہڈیان مٹی کے دیے، دوسری ظروف گلی تانبے، اور کانسے کے کڑے انگوٹھیان، دوسرے زیور اور کانچ کے موتی وغیرہ رکھے ہوئے ہین، قدیم تانبے کی کانون کے بھی یہان آثار موجود ہین ان مین سے ایک کے قریب تانبے کے سکے ملے ہین، یہ سکے کنشکا راجاؤن کے سکون کی بہت بھونڈی نقل ہین، اور خیال کیا جاتا ہے کہ ان کو سانچون مین ڈھالا گیا ہے، ان مین سے بہت سے غیر مکمل شکل مین تھے، اور اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے، کہ جہان پر وہ پائے گئے ہین، اس جگہ ٹکسال تھی، حروف کے اشکال سے پتہ چلتا ہے، کہ وہ تقریباً ساتوین صدی عیسوی سے تعلق رکھتے ہین،

ان اثری انکشافات سے اس نظریہ کی تردید ہوتی ہے، کہ چھوٹا ناگپور کے موجودہ قدیم باشندے ہی ہمیشہ سے اس قطعۂ زمین پر آباد رہے ہین، اور اس سے یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ ان کے آباد ہونے سے پہلے ان سے زیادہ متمدن قوم سکونت پذیر تھی، رانچی کے علاقہ مین اس قسم کی زبانی روایات مشہور ہین کہ وہان اسور قوم کے لوگ آباد تھے، اور موجودہ باشندے مذکورہ بالا قبرستانون اور دوسری منکشفہ اشیا، کو انہی کی طرف منسوب کرتے ہین مشہور ہے کہ وہ بلند و بالا اور مضبوط ہوتے تھے، یہ کہنا تو بالکل ناممکن ہے کہ یہ وہی اسور قوم ہے، جسکا ویدی ادبیات مین تذکرہ ہے لیکن یہ واقعہ کہ موخرالذکر بھی "لنگ" ہی کی پرستش کرتے تھے، اور مِس گری مین ان کو کمال تھا، دونون مین ایک دھندے قسم کے تعلق کا امکان پیدا کرتا ہے، رائے بہادر الیس سی رائے کا خیال ہے، کہ چھوٹا ناگپور کے مواقع اور اثری انکشافات مین، اور ہرپہ اور موہن جی دارو کے انکشافات مین بہت کچھ مشابہت ہے، حال کے ایک مستند مورخ نے لکھا ہے کہ جنوبی بہار کے قدیم ترین حکمران ویدی اسور تھے، اور اگر حقیقت حال یہی ہے، تو وہ یقیناً وہان سے چھوٹا ناگپور تک پھیل گئے ہون گے، رہا یہ سوال کہ آیا اس قدیم قوم کو نئے حملہ آورون نے فنا کر دیا، جذب کر لیا، یا ہندوستان کے دوسرے صوبون مین ہٹا دیا، اسکا جواب نہ تو اب تک ملا ہے، اور نہ اوسکے حل کی آیندہ کوئی امید ہی ہے،

"ن"

اخبار علمیہ

برطانوی ہند کی صحت

ہندوستان کے برطانی صوبون کی پیدائش وموت کے متعلق جو آخری اعداد شمار حاصل ہوے ہین، وہ سنہ ۱۹۲۵ء کے متعلق ہین مندرجہ ذیل اعداد ہر ہزار آبادی مین پیدائش، موت اور اضافہ آبادی کو ظاہر کرتے ہین،

	نام صوبہ	تعداد پیدائش	تعداد موت	تعداد اضافہ
۱	صوبجات متوسط	۴۳٫۹	۲۷٫۳	۱۶٫۶
۲	پنجاب	۴۰٫۱	۳۰٫۰	۱۰٫۱
۳	بہار واڑیسہ	۳۵٫۶	۲۳٫۷	۱۱٫۹
۴	بمبئی	۳۴٫۷	۲۳٫۷	۱۱٫۰
۵	مدراس	۳۲٫۷	۲۴٫۴	۹٫۳
۶	صوبجات متحدہ	۳۲٫۷	۲۴٫۸	۷٫۹
۷	بنگال	۲۹٫۶	۲۴٫۹	۴٫۷
۸	آسام	۲۹٫۱	۲۲٫۵	۶٫۶
۹	صوبۂ سرحدی	۲۶٫۹	۱۹٫۸	۷٫۱
۱۰	برما	۲۵٫۴	۱۸٫۷	۶٫۶

ان اعداد سے پتہ چلتا ہی، کہ پیدائش کی تعداد مین اولین درجہ صوبجات متوسط کا ہی، اور تعداد اموات مین سب سے کم برما ہے،

اور وہان کے سرمایہ دارون نے اس راز کو معلوم کرکے اس بات کی مسلسل کوشش شروع کردی ہے، کہ رائے عامہ کو فنا کرنے کی بہترین صورت کو یعنی اخبارات پر مالکانہ قبضہ کرکے، عملی جامہ پہنایا جائے، چنانچہ پہلے انہون نے دار السلطنت کے اخبارات خریدنے شروع کئے، اور متعدد دشر کتون کے ذریعہ اسمین کامیاب ہوگئے، اب لارڈ ناتھ کلف کے بہائی نے صوبہ کے اخبارات پر قبضہ کرنیکا ارادہ کرلیا ہے، اور اسکے لئے ۱۵۰۰۰۰۰ ڈالر کے سرمایہ سے کمپنی قائم کی ہے، اس کے حصص کی فروخت کا جو وقت اعلان کیا گیا، اسکے پندرہ منٹ کے اندر ہی ۲۵۰۰۰۰۰ ڈالر کے حصے خرید لئے گئے، اور بالآخر فہرست بند کردینی پڑی، ہمکو سرمایہ داری اور مزدوری کی جنگ سے کچھ بحث نہین، بلکہ رونا اس کا ہے، کہ ایک طرف تو یہ حال ہے، اور دوسری طرف تمام ملک مین ہم اپنا ایک بھی ترجمان نہین رکھتے، سنا تھا کہ صوبہ متحدہ کے تمام مسلمان امراء ملکر کیپٹیل تام کوئی روزنامہ نکالنے والے ہین، لیکن کس کو خبر ہے کہ یہ فردائے قیامت کب آئے گی،

جاپان کی جدید خوراک

مسٹر مشمورا نے جاپان کے ایک علمی رسالہ مین ایشیائیون کی خوراک سے متعلق بحث کرتے ہوئے لکہا ہے کہ ان کے تنزل کا سبب چاول کا استعمال ہے، ان کا خیال ہے کہ ہندوستان کی تباہی، بربادی، اور زوال کا سب سے بڑا سبب یہ ہے، کہ یہان کی کثیر آبادی چاول استعمال کرتی ہے، چنانچہ اس اثر سے نجات حاصل کرنے کے لئے خود جاپان مین یہ تحریک قوت حاصل کررہی ہے، کہ وہان چاول کی جگہ آلو کی روٹیون کا استعمال کیا جائے، اور خیال کیا جاتا ہے کہ بہت جلد یہ چیز ملک مین عام ہوجائے گی،

بنگال کی سیزدہ سالہ تصنیفی ترقی

اردو تمام ہندوستان کی مشترکہ زبان تسلیم کی جاتی ہے، اور اس حیثیت سے ضروری تہا کہ اس کی تصانیف کی تعداد دوسری زبانون کی کتابون سے بہت زیادہ ہو، لیکن یہ کتنے حسرت وافسوس کا مقام ہے، کہ یہ تمام ملک کی زبان اس حیثیت سے ایک صوبہ کی زبان کی ۱۳ سالہ رفتار کا بھی مقابلہ نہین کرسکتی، سنہ ۱۹۱۰ء سے ۱۹۲۳ء

ہندوستان کی تعلیمی ترقی

سنہ ۱۹۲۵ء کی ترقی تعلیم کے متعلق جو اعداد شائع ہوئے ہین، اُن سے پتہ چلتا ہے، کہ اس سال مدارس کی تعداد مین ۹۱۱۳ مدارس اور ۴۸۲۰۶۰ طلبہ کا اضافہ ہوا ہے، لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہین کہ ان ۴۸۲۰۶۰ طلبہ مین ..... ۴۰ طلبہ وہ ہین، جو ابتدائی مدارس مین داخل ہوئے ہین، تو ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ترقی زیادہ ہمت افزا نہین، اس سال کے ۹۷۲۳۴۴ پر حکومت نے تقریباً ۹۵۸۰۹۸۳ روپے خرچ کئے ہین، اسکے معنی یہ ہوئے کہ ہر طالب علم پر سالانہ تقریباً ۱۰ روپے خرچ ہوئے ہین، اس کے مقابلہ مین امریکہ کو دیکھو، جہان تقریباً ۵۰ روپے فی شخص صرف کئے جاتے ہین، اس کے ساتھ ہی تم کو ہندوستان کے خوفناک جہل کا اسوقت علم ہوگا جب یہ معلوم ہوگا کہ یہان ...... ۳۲ کی وسیع آبادی مین ۹۰ فی صدی جاہل مطلق ہین، کیا ان حالات مین ہندوستانیون کا یہ خیال کہ حکومت تعلیم سے زیادہ فوج کو بہت زیادہ ضروری سمجھتی ہے، صحیح نہ ہوگا،

امریکہ کے تعلیمی اخراجات

اسی سلسلہ مین ایک آزاد ملک کے تعلیمی اخراجات کو دیکھو، محکمہ تجارت کا ایک اعلان مظہر ہے، کہ ایسے ۲۵۰ شہرون مین جنکی آبادی .... ۳۰ سے زیادہ ہے، تعلیمی اخراجات ۶۰۷۰۵۹۸۵۲ ڈالر مین آمدنی کا ۲۰۶ فی صدی ہین؛ اور ایسے شہرون مین جن کی آبادی .... ۳۰ سے کم ہے، ہر شخص پر ۶۳۰ ڈالر صرف کئے جاتے ہین، ۱۹۲۶ء مین مدارس کے لئے جو رقم قرض لی گئی تھی، اس کی تعداد ...... ۹۸۲ ڈالر تھی، اور اسی سال ۲۵۰ شہرون کے مدارس کی عمارت کے لئے ...... ۲۱۱۲ ڈالر خرچ کئے گئے ہین، کیا ہندوستان کا تعلیمی حلقہ ان اعداد وشمار پر غور کرنے کی تکلیف گوارا فرمائیگا،

انگلستان کی اخبار نویسی

اس حقیقت سے کوئی انکار نہین کرسکتا، کہ متمدن دنیا کی حکومت دراصل اخبارات کے ہاتھ مین ہے،

تک بنگالی زبان مین جتنی کتابین شائع ہوئی ہین، وہ ہمارے اس دعویٰ کا ثبوت ہین،

موضوع	تعداد کتب	موضوع	تعداد کتب
فنون	۳۸۹	متفرقات	۲۳۸۳
تراجم (سوانح)	۵۳۳	فلسفہ	۱۷
ڈرامے اور ناٹک	۷۳۸	شاعری	۱۲۴۵
افسانے	۲۱۲۲	سیاسیات	۶۲
تاریخ وجغرافیہ	۱۱۱۵	مذہب	۲۶۳۰
ادب	۴۵۹۶	ریاضی	۷۰۵
قانون	۸۰	علوم طبعی	۱۲۷
طب	۵۴۱	سفرنامے	۹۴

میزان کل
۱۷۳۶۹

کیا لنکا افریقہ مین ہے

اسوقت تک تاریخ اور اثریات کے ماہرون کا خیال تہا، کہ رامائن مین راون کے جس لنکا کا ذکر ہے وہ سیلون ہے، لیکن اب ویدک میگزن کے ایک تازہ اشاعت مین ایک مضمون نگار نے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ لنکا دراصل سیلون نہین ہے، بلکہ افریقہ مین ہے، اور اس مقام کو اس براعظم کے اندرون حصہ مین ساحل بحر سے کوئی سو میل پر بتایا گیا ہے، یہان کے کھنڈر، سونے کی بہتات، آبادی کے خصائل ایسی چیزین ہین، جنپر اس جدید عمارت کی بنیادین قائم کی جاری ہین،

باب التقریظ والانتقاد

الافاضۃ القدسیہ فی المباحث الحکمیہ،

قدیم فلسفہ کی ایک نئی کتاب

یہ عربی فلسفہ مین ایک جدید تصنیف ہے، جسکے مصنف مولانا حکیم محمد شریف صاحب مصطفےٰ آبادی صدر مدرس مدرسہ مصباح العلوم الہ آباد ہین، یہ کتاب متعدد حیثیتون سے قدر کے لائق ہے، پہلی بات یہ ہے کہ عربی زبان مین ایک ہندوستانی عالم کے قلم سے یہ کتاب تالیف پائی ہے، دوسری بات یہ ہے، کہ صدیون سے معقولات وحکمت مین عربی زبان مین کوئی ایسی کتاب نہین لکھی گئی، جسمین کوئی خاص جدت ہو، یہ کتاب جدید طرز اور جدید اسلوب اور ترتیب پر لکھی گئی ہے، اور اس مین فلسفہ وحکمت کے متعدد مباحث ایسے اضافہ کئے گئے ہین، جن سے عربی مدرسون کی زیر درس کتب فلسفہ یکسر خالی ہین، چنانچہ اخلاق اور علم النفس کی بحث اسمین خاص طور سے قابل مطالعہ ہے، تیسری بات اسمین یہ ہے، کہ اسمین کہین کہین جدید فلسفہ کی تحقیقات کا بھی ذکر آگیا ہے، ان وجوہ سے بلا تامل کہا جا سکتا ہے، کہ ہمارے عربی مدرسون مین اگر میبذی اور ہدیہ سعیدیہ وغیرہ کے بجائے اسکو داخل نصاب کرلیا جائے، تو ہمارے عربی خوان طالب علمون کو زیادہ فائدہ پہنچے، اور فلسفہ کے مسائل سے زیادہ آگاہی اور واقفیت حاصل ہو،

شروع مین ایک مقدمہ ہے، جس مین فلسفہ کی مختصر تاریخ اور فلسفہ کے مختلف اسکولون کا ذکر ہے، ساتھ ہی مسلمانون مین فلسفہ کے رواج اور اسکے نقل وترجمہ کا حال بیان کیا ہے، پھر مشاہیر فلسفہ اور اکابر حکمت کے مختصر سوانح لکھے ہین، اسکے بعد دو باب ہین، پہلے باب مین فلسفہ کی دو شاخون عملی اور نظری کی تقسیم ہے، اور فلسفہ عملی

کے چار شعبون ذاتی اخلاق، منزلی سیاست، مدنی سیاست، اور ملی سیاست کی تفصیل ہے، اور جذبات ومحرکات عمل کی تشریح ہے، دوسرے باب مین نظری فلسفہ کے اقسام اور مقدمات کا بیان ہے، اور طبیعیات کے مباحث کا آغاز ہے، اور مادہ ہیولیٰ، صورت نوعیہ، تلازم ہیولیٰ وصورت، ابطال جزء الذی لایتجزیٰ کا بیان ہے، اسکے بعد مختلف مقالون مین طبعیات اور الٰہیات کے تمام ضروری فلسفیانہ مسائل کی بحث ہے، ساتھ ہی ساتھ کہین جدید تحقیقات کیطرف بھی اشارے ہین،

اس کتاب کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ جابجا مختلف موقعون پر فلسفہ کے غلط اور خلاف مذہب مسائل کی غلطیان ظاہر کرکے اسلام کے نقطۂ نظر کو واضح کیا گیا ہے، اور ذات وصفات الٰہی اور نبوت اور معاد وغیرہ مسائل کا اثبات کیا گیا ہے، اسطرح یہ کتاب فلسفہ کیساتھ علم کلام کی خدمت بھی انجام دیتی ہے،

کتاب کی زبان عربی ہے، عبارت روان اور صاف ہے، طرز تحریر متاخرین کے الجھاؤ اور پیچیدگی سے پاک ہے،

ہم مصنف کو اسکی اس کامیاب تصنیف پر مبارکباد دیتے ہین، اور امید رکھتے ہین، کہ ہمارے فاضل دوست مولانا ضیاء الحسن صاحب ندوی ایم، اے، انسپکٹر مدارس عربیہ صوبۂ متحدہ اور عام عربی مدرسون کے مدرسین اس مفید کتاب کی قدر شناسی مین تامل نہ فرمائین گے، اور صرف یہ سمجھکر اسکو رد نہ کرین گے، کہ یہ کسی زندہ اور موجود مصنف کی تصنیف ہے،

تو ایکہ محو سخن گستران پیشینی
مباش منکر غالب کہ در زمانۂ تست

کتاب کی ضخامت ۲۰۰ صفحے ہے، لکھائی چھپائی اچھی، اور کاغذ بھی عمدہ لگایا گیا ہے، مطبع انوار احمدی الہ آباد مین چھپی ہے، قیمت معلوم نہین، غالباً دو ڈھائی روپے ہوگی،

"س"

—*—

مطبوعاتِ جدیدہ

اصلاحِ سخن، حکیم عبد العلی صاحب شوق سندیلوی نے اپنی ۱۶ اردو غزلین تقریباً ۴۲ اساتذۂ وقت کے پاس اصلاح کے لیے بھیجی تھین، ان مین سے دو کے سوا باقی سب سے وہ حصولِ اصلاح مین کامیاب ہوئے، اب انھون نے اپنی ان غزلون کو اساتذہ کی ان تمام اصلاحات کیساتھ کتابی صورت مین شائع کیا ہے، یہ مجموعہ ایک خاص لحاظ سے اردو کی دنیاے شاعری مین "ایک دلچسپ ادبی نفسیاتی اضافہ ہے" اس کے مطالعہ سے جہان یہ پتہ چلتا ہے کہ کس طرح مختلف اسکول کے، اساتذہ بعض خیالات کے اظہار مین متفق ہین، وہین یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ بعض اصلاحات و محاورات کے لحاظ سے کس کا کیا خیال ہے، ان غزلون اور اصلاحات سے زیادہ دلچسپ ہمارے پرانے مذاق کے اساتذۂ شعر کے وہ خطوط ہین، جو انھون نے اس استادی و شاگردی کے تعلق سے اپنے حقوقِ استادی کے متعلق اپنے سعادتمند شاگرد کو لکھے ہین، صفحات ۲۴۸ قیمت ۳ پتہ:۔ حکیم محمد بہار الدین صدیقی دائٹ گنج، ہردوئی،

کلامِ کیفی، سید رضی الدین حسن کیفی مرحوم کے مجموعۂ غزلیات و سوانح کا تذکرہ گذشتہ ماہ انھی صفحات پر کیا جا چکا ہے، یہ مجموعہ بھی انھین مرحوم کے ادبی، اخلاقی، تاریخی کلام کا مجموعہ ہے، اور اس کے مرتب بھی تجلّی کے اڈیٹر جناب محمد سردار علی صاحب ہین، چونکہ کیفی مرحوم نے اس قسم کی نظمون کی طرف اپنی زندگی کے آخری دنون مین توجہ کی تھی، اس لیے اس قسم کا ان کا کلام بہت کم ہے، تاہم اگرچہ یہ مجموعہ صرف ۶۰ صفحات کا ہے لیکن اس پر بھی تین حصون مین منقسم ہے، (۱) غزلیات ۲۴-۱ (۲) نظمیات ۵۶-۲۵ (۳) متفرقات ۶۰-۵۷ ابتدا مین تین صفحون کا دیباچہ ہے، قیمت ۸ پتہ کتب خانہ مسجد چوک، حیدرآباد دکن،

تذکرۂ شعراے اورنگ آباد، ابتدا از ملک عنبر اور بعد مین اورنگ زیب کے قیامِ دکن کی وجہ سے کھرکی (دنہ گرکی) کو جو عروج حاصل ہوا اور جس طرح یہ چھوٹا سا گاؤن ایک وسیع شہر، حکومت مغلیہ کے دکنی مقبوضات کا دار السلطنت، اور عالمگیری افواج کا مرکز بنگیا، اسی طرح یہ علمی مساعی کا بھی صدر مقام بن گیا تھا، اور اب بھی ہندوستان کی ترقیِ اردو کی سب سے بڑی مجلس کا وہی مرکز ہے، جناب سردار علی صاحب نے جو اردو کے تاریخی و ادبی پہلو سے خاص دلچسپی رکھتے ہین، اس شہر کے قدیم اردو شعراء کے حالات اس مضمون کے رسالہ مین شایع کئے ہین، تاریخ اردو کے شائقین اور ارتقاے زبان اور نظم کے طلبہ کے لیے یہ یقیناً دلچسپ رسالہ ہے، قیمت ۸

یورپین شعراے اردو، آج گو انگریزی کی عمومیت نے اہلِ یورپ کو ہندوستانی زبان کی ضرورت سے مستغنی کر دیا ہے لیکن ایک زمانہ وہ بھی تھا جبکہ وہ اس کو حاصل کرنا اپنے لیے باعثِ فخر سمجھتے تھے اور کسی یورپین کو کمپنی مین اس وقت تک ملازمت نہین مل سکتی تھی جب تک کہ وہ دیسی زبان کا امتحان پاس نہ کر چکا ہو، پھر تجارتی کاروبار اور ہندوستانی نوابون کی درباداری نے دونون کو بہت کچھ معاشرتی حثیت سے بھی ملا دیا تھا اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے یورپین اصحاب کو نہ صرف یہ کہ اردو شاعری کا شوق پیدا ہوا بلکہ انھون نے اردو کی ترقی، ترویج، و تنظیم مین ہندوستانیون سے زیادہ حصہ لیا، آسی کی ضخیم جلدین، کلکتہ کا فورٹ ولیم کالج، مدراس کا مدرسہ سینٹ جارج اس کا ثبوت ہین، جناب محمد سردار علی صاحب نے اس مختصر رسالے مین ان ۲۰ انگریزی، فرانسیسی، اور پرتگیزی شعراء کے حالات لکھے ہین جنھون نے اردو کو اپنے جذبات کے اظہار کا ذریعہ بنایا، ابتدا مین اردو کی ترقی مین یورپین اصحاب کے حصہ سے متعلق ایک مختصر لیکن دلچسپ مقدمہ بھی ہے، قیمت ۸ یہ دونون کتابین بھی کتب خانہ مسجد چوک حیدرآباد سے مل سکتی ہین،

اسوۂ حسنہ، کلیۂ جامعہ عثمانیہ مین مجلس میلاد النبی قائم ہے، اور یہ انجمن ہر سال طلبہ مین سے اس شخص کو جو سیرت کے متعلق بہترین مضمون لکھے ایک تمغہ دیا کرتی ہے، اسوۂ حسنہ اسی قسم کے ایک انعامی مضمون

کی مطبوعہ صورت ہے، اس کے لکھنے والے جناب احمد عبد اللہ المسدوسی ہین، مضمون سیرۃ النبی اور دوسرے ماخذون کو سامنے رکھکر تیار کیا گیا ہے، ایک طالب علم کی یہ سعی لائق ہمت افزائی ہے، قیمت درج نہین، پتہ:۔ مکتبہ ابراہیمیہ امدادباہمی اسٹیشن روڈ، حیدرآباد دکن،

ستارۂ محمدی، ۶ شعبان ۱۳۴۵ھ (۸ فروری ۱۹۲۶ء) کو ہندوستان کے بعض حصص مین یہ دیکھا گیا تھا کہ ایک ستارہ ٹوٹ کر "محمد" کی شکل بنگیا، اور کچھ دیر اسی شکل مین قائم رہ کر غائب ہوگیا، اسی زمانہ مین اس واقعہ کے متعلق متعدد اخبارات مین مضامین شایع ہوئے تھے، اور اب جبل پور کے جناب علی احمد زاہد صاحب نے اسی واقعہ کے متعلق متعدد مضامین نظم و نثر، شاہدین کے خطوط اور اخبارات کی رائین یکجا جمع کرکے کتابی صورت مین شائع کیا ہے، قیمت ۱۰ر پتہ ایس اے احمد کمپنی، جامع مسجد جبلپور،

مخزنِ نجات، جناب شرف الدین احمد خان صاحب "جہنم کے خطوط" کے سلسلہ مین متعارف ہو چکے ہین، اب انھون نے "راہ جنت" کی ہدایت کا کام شروع کیا ہے، چنانچہ پہلے کلمات طیبات کے نام حضرت علیؓ کے زرین اقوال مع ترجمہ شائع کئے تھے اور اب مخزنِ نجات کے نام سے حضرت جامی کی چہل حدیث کو حضرت جامیؒ کے شعری ترجمہ کے شائع کیا ہے، رسالہ کی قیمت ۲ر ہے، مصنف سے رابچہ کھاری کنوان کے پتہ سے مل سکتا ہے،

نظم کیفی، سید رضی الدین حسن کیفی مرحوم، حیدرآباد کے ایک مشہور شاعر تھے اور اگرچہ انکے انتقال کو صرف ۸ سال گذرے ہین، لیکن اسی عرصہ مین ان کی سوانح، اور ان کے کلام کا ایک چھوٹا سا مجموعہ شائع ہو چکا ہے، یہ اُن کی ادبی اخلاقی اور تاریخی نظمون کا مجموعہ ہے، اس کے مرتب جناب محمد سردار علی صاحب ہین، جو ان کے سوانح نگار بھی ہین، یہ کتاب سلسلۂ بزم ادب کی تیسری کڑی ہے، صفحات ۵۲ قیمت قیمت ۸ر پتہ کتب خانہ بزم ادب، عقب مسجد چوک حیدرآباد دکن،

کا نہایت فصیح اور بجز برہ ترجمہ جسمین حواس انسانی پر بحث کرکے مادیت کا
ابطال کیا ہے ضخامت ۲۲۶ صفحے قیمت مجلد عہ غیر مجلد ۱۲

مولوی عبد الماجد بی، اے

فلسفۂ جذبات، جذبات انسانی کی نفسیاتی تشریح ضخامت ۲۴۲ صفحے عہ
تصوف اسلام، اسلامی تصوف کا عطر اور عہد عہد کے ایک ایک امام تصوف
کی سوانحعمری اور ان کی تصنیف کے حقایق کا بیان ضخامت ۲۰۲ صفحے عہ
پیام امن، موسیو پیر ڈیال ایک فرانسیسی مصنف کے خیالات کا، بارہ امن عالم و
اخوت انسانی وحقوق انسانی وہ دل یورپ کی ترجمانی ہے، اس کے عہد ہوری
حایب موضوع کا تبصرہ ہے، جسمین انھین مسائل پر انجیل اور قرآن کی تعلیمات
کی تفسیس ہے، اردو مین بالکل نئے خیالات ہین حجم ۱۰۰ صفحے، قیمت
مکالمات برکلے، برکلے کی ڈائلاگس کا ترجمہ جس مین مکالمہ کی صورت
مین برکلے نے مادیت کا ابطال کیا ہے، ضخامت ۱۴۰ صفحے،
قیمت مجلد عہ غیر

مولوی سعید صاحب انصاری

تفسیر ابو مسلم اصفہانی: (عربی) معتزلہ کی مفقود اور نادر الوجود کتاب
تفسیر قرآن کے اجزا جو نہایت دیدہ ریزی سے امام رازی کی تفسیر کبیر سے
جمع کئے گئے ہین عمدہ ٹائپ مین چھپی ہے، حجم ۱۰۳ صفحے قیمت عہ
سیر الصحابیات، ازواج مطہرات، بنات طاہرات اور عام صحابیات
کی سوانحعمریان اور انکے اخلاقی کارنامے ضخامت ۱۰۹ صفحے قیمت عہ
سیر الانصار حصۂ اول، انصار کرام کی مستند سوانحعمریان اور انکے اخلاقی
اور مذہبی کارنامے اور ان کے فضائل وکمالات مستند ذرائع سے بہ ترتیب
حروف تہجی لکھے گئے ہین، حجم ۴۰۰ صفحے، قیمت ہے
ایضاً حصۂ دوم، انصار کرام کے بقیہ حالات زندگی اور انکے اخلاقی و
مذہبی کارنامے ضخامت ۴۰۰ صفحے قیمت عہ

پروفیسر عبد الباری صاحب

نفسیات ترغیب، کسی انسان کو کسی کام یا چیز کی تحریک کے لئے
ہم کیونکر آمادہ کرسکتے ہین، اور اس کو ترغیب اور شوق دلا سکتے ہین، ان کے
نفسیاتی اصول کیا ہین اس کتاب مین انھین اصول کی تشریح ہے تجارت
اشتہارات اور تقریر و وعظ مین ہم کو ان اصول کی رعایت کی ضرورت ہے
اس لئے تجارت کے مشتہرین اور واعظین، مدرسین اور ان کو ان سب کو اس کتاب
کی ضرورت ہے ضخامت ۱۱۱ صفحے قیمت عہ

مولانا حکیم عبد الحئی صاحب

گل رعنا، اردو زبان کی ابتدائی تاریخ اور اس کی شاعری کا آغاز اور عہد بعہد

کے اردو شعراء کے حالات اور ان کے منتخب اشعار ضخامت
۵۴۸ [illegible]

صاحبزادہ [illegible] خان صاحب

مقالات [illegible] مشہور قطعی انقلابی بیمر و روسو نے علوم
فنون کی [illegible] کی تنقید کی ہے، ضخامت ۵۰ صفحے
قیمت:-

مولوی محمد یونس مرحوم فرنگی محلی

روح الاجتماع، موسیو لیبان کی کتاب جماعتہائے انسانی کے
اصول نفسیہ کا اردو ترجمہ جس مین انسانی جماعت کے اخلاق، کیرکٹر
کی خصوصیات اور جماعتون کے بننے بگڑنے کے قوانین نفسی بیان کئے
گئے ہین، ضخامت ۴۳۲ صفحے، قیمت:-
ابن رشد، مشہور مسلمان اندلسی حکیم جو مسلمانون مین ارسطو کا
بہترین شارح سمجھا جاتا ہے اور جسکی تصنیفات مدتون تک یورپ کی
یونیورسٹیون مین پڑھائی جاتی تھین، اس کے سوانح اور اس کے فلسفہ
پر تبصرہ اور اسی ضمن مین مسلمانون کے علم کلام و فلسفہ پر بھی ریویو، اور یورپ
مین اسلامی علوم کی اشاعت کی تاریخ اور فلسفۂ جدیدہ و قدیمہ کا موازنہ
بھی آگیا ہے، ابن رشد کے متعلق اتنا بڑا ذخیرۂ معلومات کسی مشرقی زبان
مین کیا کسی مغربی زبان مین بھی نہین مل سکتا، ضخامت ۔۔۔ صفحے
قیمت:-

متفرق کتابین

نطشے، مشہور جرمن فلاسفر فریڈرک نطشے کی سوانحعمری اور اس کے
خیالات، افکار و تصانیف پر بحث و تبصرہ، قیمت:-
خلفائے راشدین، سیر الصحابہ کے سلسلۂ مہاجرین کا پہلا حصہ
نام سے شائع ہوا ہے، اس مین حضرت ابو بکر صدیقؓ حضرت فاروقؓ حضرت
عثمان ذو النورینؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ کے حالات ذاتی
فضائل اور ان کی خلافت کے سیاسی، انتظامی، علمی، دینی
کارنامے اور فتوحات ملکی بتفصیل لکھے گئے ہین جنکو پڑھکر خلافت
کی ۳۰ سالہ تاریخ پوری سامنے آجاتی ہے، اور ان خلفائے راشدین
کے کمالات، فضائل، مناقب، اور کارنامے پیش نظر ہو جاتے ہین
ضخامت ۵۰۰ صفحے، لکھائی چھپائی، کاغذ اعلیٰ
قیمت:-

(مسعود علی ندوی منیجر دار المصنفین اعظم گڈھ)